امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 8 مئی 2019ء بمطابق رمضان المبارک 1440ھ شمارہ 3

عام شہریوں کا قتل عام اور دنیا کی دردناک خاموشی

عید الفطر کی مناسبت سے
عالیقدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث ہبت اللہ اخندزادہ صاحب حفظہ اللہ
کا پیغام

امریکا کا زوال

- کابل جرگے کا ڈراپ سین
- قطر مذاکرات آہستہ کیوں؟
- طرطوس بندرگاہ؛ روس اور شام
- دنیا جنگی اخلاقیات طالبان سے سیکھے

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ہم سے محمد بن یعقوب کرمانی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے محمد بن مسلم نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔

تشریح: نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے رشتہ دار اس کا حسن سلوک دیکھ کر دل سے اس کی عمر کی درازی، مال کی فراخی کی دعائیں کریں گے۔ اور اللہ پاک ان کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس کی روزی میں اور عمر میں برکت کرے گا۔ اس لیے کہ اللہ پاک ہر چیز کے گھٹانے بڑھانے پر قادر ہے۔

فرمان امیرالمومنین شیخ ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

جو علاقے امارت اسلامیہ کے کنٹرول میں ہیں، ان سے مجاہدین کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ تمام علاقوں کے فوجی اور سول حکام کو چاہیے وہ اسلامی حکومت کے حقیقی تصور کو زندہ کریں۔ انہیں اللہ تعالی کے تمام بندوں کے حقوق کی رعایت کرنی چاہیے۔ ظلم، تعدی اور بداخلاقی سے بچنا چاہیے۔ ظالموں کو لگام لگادی جائے۔ مسلمان عوام کے جان، مال، عزت اور تمام حقوق کے تحفظ کے لیے کسی طرح کی قربانی اور ایثار سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ میں ایک بار پھر اللہ تعالی سے التجا گزار ہوں وہ امت مسلمہ پر اپنا خصوصی فضل فرمائے۔ دنیا کا کوئی بھی مسلمان کسی بھی دشمن کے ظلم و جبر میں ہو، اللہ تعالی اس کی نصرت فرمائے۔ اللہ تعالی مقبوضہ فلسطین کو غاصب یہودیوں کی سرکشی سے آزادی عطا فرمائے۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اتفاق اور وحدت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اللہ تعالی سے التجا کرتے ہیں کہ وہ افغانستان کو امریکی جارحیت سے نجات دلادے۔ افغان غیور عوام کی اس طویل مصیبت کو اپنے فضل و کرم سے ختم فرمادے۔ افغان مسلم عوام کو باہمی اتفاق اور اتحاد کی برکت سے دشمن کی تمام سازشوں سے محفوظ فرمائے۔ اپنی سرزمین میں اسلامی نظام کے نفاذ کی نعمت سے نوازے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد ۸/ مئی ۲۰۱۹/ رمضان ۱۴۴۰/ شمارہ ۲

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 50 روپے

سالانہ 500 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارت: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی 'میڈیا و ثقافتی کمیشن' کی جانب سے شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

عام شہریوں کا قتل عام اور دنیا کی دردناک خاموشی	2
عید الفطر کی مناسبت سے عالی قدر امیر المومنین حفظہ اللہ کا پیغام	4
ی سری لنکا کے خونی حملے	7
اشرف غنی کی بے بسی	9
کابل جرگے کا ڈراپ سین	10
طرطوس بندرگاہ: روس اور شام	12
کابل میں مغربی جمہوریت	14
قطر مذاکرات کے حقائق	15
عبداللہ عزام شہید	16
مذاکرات: افغان حکومت کا کردار؟	18
طالبان کے حالیہ کامیاب حملے	19
لویہ جرگہ یا صدارتی الیکشن مہم؟	20
اسلام میں بیعت و اطاعت کی حیثیت	21
افیون کا گھناؤنا کاروبار	22
افغانستان میں کینسر	24
قطر مذاکرات آہستہ کیوں؟	26
دنیا جنگی اخلاقیات طالبان سے سیکھے	28
آزادی اظہار رائے	29
اشرف غنی کا نمائشی جرگہ	30
اشرف غنی خود کو واضح کریں	31
روس کی جارحیت کا دن	32
اشرف غنی کا پانچ سالہ ناکام دور	33
امریکا کا زوال	34
افغانستان کے چوبیس گھنٹے	35
پریشان کابل انتظامیہ	36
جہاد ہی واحد حل ہے	37
عبدالرب رسول سیاف	38
عوامی قتل کا ذمہ دار کون؟	39
جنگی جرائم اپریل 2019	40
افغانستان اپریل 2019 میں	42

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine1

Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine

Web: www.alemarahurdu.com

E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

WhatsApp: 0093708638285

عام شہریوں کا قتل عام اور دنیا کی دردناک خاموشی

گزشتہ کچھ ہی عرصے سے غاصب امریکی فوج اور کابل ادارے کے غلام مسلح افراد نے وطن عزیز میں رات کے وقت چھاپہ مار کارروائیوں اور بمباریوں پر جتنا زور دیا ہے اور اس کے نتیجے میں جو عام شہری شہید ہو رہے ہیں شائد اس کی مثال گزشتہ اٹھارہ سالہ دور میں نہ ملے۔

عام شہریوں کی قتل عام کے اکثر واقعات چونکہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے اس لئے ملکی ذرائع ابلاغ مجبوراً ان خبروں کو شائع کرتے ہیں، انہی ذرائع کی توسط سے ہی دنیا ان واقعات اور افغانستان میں جاری کارروائیوں سے آگاہ ہو جاتی ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ اب تک پوری دنیا خاموش ہے اور اس حوالہ سے نہ تو عالمی برادری کی طرف سے اور نہ ہی عالمی اداروں کی جانب سے کسی قسم کا کوئی ردعمل سامنے آرہا ہے۔

ہاں! ملکی ذرائع ابلاغ اور مختلف چینلز کی طرف سے منعقد کئے گئے گول میز کانفرنسز میں تمام غیر جانبدار تجزیہ کار اب حکومت پر پہلے سے زیادہ غصہ نکال رہے ہیں اور حکومت پر سخت تنقید کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ ان تمام تر کارروائیوں میں صرف عام شہری، بوڑھے بچے، خواتین، سکول، مدارس اور یونیورسٹی کے طلباء اور اساتذہ نشانہ بنتے ہیں۔ گھر، مساجد، سکولز، بازار، ہسپتال یہاں تک کہ رفاہی اداروں کے دفاتر پر بمباری کی جاتی ہے اور انہیں جلا کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک یا دو دن کی بات نہیں بلکہ ہر دوسرے تیسرے دن چھاپوں اور بمباریوں میں درجنوں بے گناہ عام شہری قتل ہو رہے ہیں۔ آج 27 مئی کو یہ سطور لکھتے ہوئے خبروں میں سن رہا ہوں کہ امریکی فوجیوں اور کٹھ پتلی فوج نے مشترکہ کارروائی میں صوبہ پکتیہ کا کے ضلع برمل میں چار خواتین اور سات بچوں سمیت اٹھارہ شہریوں کو شہید کر دیا ہے اور گزشتہ دن ایک رپورٹ میں پڑھا تھا کہ امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے ننگرہار، پکتیکا اور ہلمند میں بچوں اور خواتین سمیت انیس افراد کو شہید کر دیا ہے۔

قوم کے خلاف وحشت و سربریت میں اضافہ کا اصل سبب سیاسی اور جنگی میدان میں امارت اسلامیہ کی پہلے سے زیادہ کامیابی و کامرانی ہے جس کا اعتراف پوری دنیا کر رہی ہے، کابل اور غاصب افواج اپنی شکست کا بدلہ افغان شہریوں سے لے رہے ہیں۔

کابل کا کٹھ پتلی ادارہ اور امریکہ ان دونوں محاذوں میں امارت اسلامیہ کی پیش قدمی اور کامیابی کو پوشیدہ رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو رہے، پوری دنیا گواہ ہے کہ افغانستان کے دارالخلافہ کابل میں انتہائی حساس مقامات پر امارت اسلامیہ کی طرف سے کامیاب حملے ہو رہے ہیں جن میں افغان حکومت اور امریکہ کو بہت زیادہ مالی اور جانی نقصانات پہنچ رہے ہیں جنہیں دشمن باجود ہر قسم کی کوشش کے چھپانے پر قادر نہیں۔ دیگر صوبوں کی حالت بھی یہی ہے، الفتح آپریشن کے اعلان کے بعد انتہائی کم وقت میں امارت اسلامیہ نے درجنوں اضلاع اور وسیع علاقوں کو دشمن کے ناپاک وجود سے پاک کیا اور دشمن کے قائم کردہ کئی چیک پوسٹوں اور عسکری مراکز کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے اور آئے دن دشمن کو جانی و مالی نقصانات سے دوچار کر رہا ہے الحمد للہ۔

آج 27 مئی کی ایک خبر ہے کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی جانب سے 26 صوبوں میں دشمن کے بڑے بڑے مراکز اور چیک پوسٹوں پر 52 چھوٹے بڑے کامیاب حملوں کے نتیجے میں 103 فوجی اور پولیس اہلکار مارے گئے جبکہ 70 اہلکار زخمی ہوئے۔ اور اس سے ایک دن قبل مختلف صوبوں میں مارے گئے فوجیوں کی تعداد 86 رہی۔ اس کے ساتھ ہی ہلمند کے ضلع نوزاد میں مجاہدین نے ایک امریکی اپاچی ہیلی کاپٹر بھی مار گرایا، ہیلی کاپٹر اور اس میں سوار 13 امریکی فوجی مکمل طور پر جل کر خاکستر ہو گئے۔

عسکری میدان کے ساتھ ساتھ امارت اسلامیہ کی سیاسی ترقی اور کامیابی ہماری توقعات سے بھی زیادہ ہے۔ امریکیوں کے ساتھ امارت اسلامیہ کی نتیجہ خیز بالمشافہ مذاکرات، ماسکو کانفرنس، باقی دنیا سے امارت اسلامیہ کے مضبوط سفارتی تعلقات، دنیا کے بڑے بڑے سیاستدانوں کا قطر میں قائم امارت اسلامیہ کے دفتر کا مسلسل دورہ، دوحہ قطر میں امریکیوں کے ساتھ کامیاب مذاکرات کی چھٹی کامیاب قسط اور اہم موضوعات پر اتفاق نے کابل ادارے کو مکمل طور پر دیوار کے ساتھ لگا دیا ہے۔

آج پوری دنیا کی توجہ امارت اسلامیہ کی طرف ہے اور امریکی قوم سمیت کوئی بھی ملک کابل ادارے کی باتوں پر کان نہیں دھرتا بلکہ سب اسے وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔

آج نہ کابل کی طرف غیر ملکیوں کے دھڑا دھڑ دورے ہیں، نہ افغانستان میں جاری اس جنگ کو مزید طول دینے کے لئے مختلف کانفرنسز کا انعقاد ہے جس میں اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ بڑی خوشی سے شرکت کرنے جاتے اور پھر کئی ماہ تک ان کانفرنسز کی کامیابیوں پر بغلیں بجاتے رہتے اور نہ ہی امریکہ اور نیٹو میں شامل ممالک کی جانب سے افغانستان میں مزید فوج بھیجنے کے اعلانات اور وعدے سننے کو مل رہے ہیں۔

بزدل امریکیوں اور ان کے کاسہ لیس غلاموں کو امارت اسلامیہ کی یہ سیاسی کامیابیاں ہضم نہیں ہو رہی ہیں اور ساتھ ہی وہ طالبان کی طرف سے کئے جانے والے کمرتوڑ حملوں سے بچنے اور مقابلہ کرنے کی طاقت بھی مکمل طور پر کھو بیٹھے ہیں اس لئے وہ اپنی شکست کا بدلہ افغان شہریوں سے لے رہے ہیں اور راتوں کو گھروں پر چھاپے مار کر بچوں، بڑوں، مردوں، خواتین اور بوڑھوں کو بلاامتیاز بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر رہے ہیں اور صبح اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے اتنے اتنے طالبان کو مار دیا ہے۔ حالانکہ ان کی ہر رات کی جانے والی دہشت گردی کے بعد صبح لوگ ان کے خلاف مظاہرے کرتے ہیں، شہید ہونے والوں کی لاشیں بازاروں اور سڑکوں پہ لا کر رکھ دیتے ہیں لیکن ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، زیادہ سے کچھ کہیں تو یہ کہ ہم تحقیقات کریں گے اور بس۔

عجیب بات یہ ہے کہ وہ مغربی دنیا جو خود کو انسانی حقوق کی علمبردار سمجھتی ہے اور اپنے ممالک میں بدامنی کے ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آنے پر پوری دنیا کو سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں اس قدر بڑی وحشت و سربریت پر نہ صرف یہ کہ خاموش ہے بلکہ مالی اور سیاسی تائید کی وجہ سے اس وحشت و سربریت میں ایک طرح سے شریک بھی ہیں۔ مغرب کی شرمناک خاموشی سے زیادہ قابل صد افسوس اقوام متحدہ کی خاموشی ہے۔

آپ دیکھیں 2002 میں اقوام متحدہ نے افغانستان میں ملکی نقصانات کو روکنے اور دیگر انسانی حقوق کی پاسداری کے لئے (یوناما) کے نام سے دفتر قائم کیا، اگرچہ اس دفتر سے وقتاً فوقتاً اس حوالے سے اواز اٹھائی گئی ہے، رپورٹس بھی شائع کئے لیکن افسوس کہ اقوام متحدہ کی یہ رپورٹس غیر جانبداری پر مبنی نہیں ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ملکی نقصانات کو روکنے پر توجہ دی گئی ہے اور نہ اس حوالے سے کوئی عملی قدم اٹھایا گیا ہے۔

افغانستان میں جاری اس جنگ کے دو رخ ہیں ایک طرف نیٹو، امریکہ اور کابل حکومت ہے تو دوسری طرف امارت اسلامیہ افغانستان ہے، سب یہ مانتے ہیں کہ ملکی نقصانات رات کے چھاپوں، بمباریوں اور توپوں کی بھاری گولہ باری کی وجہ سے پیش آتے ہیں جو کہ امریکیوں اور کابل ادارے کے اہلکاروں کی کارستانیاں ہیں لیکن یوناما کے چارماہی، ششماہی اور سالانہ رپورٹس میں اس طرف کوئی اشارہ نہیں ہوتا۔ یوناما اپنی ہر رپورٹ کی تیاری میں بیرونی غاصب قوتوں اور کابل ادارے کو نظرانداز کر دیتا ہے اور یوں ظاہر کرتا ہے جیسے یہ سب نقصانات طالبان کے حملوں کی وجہ سے ہو رہے ہیں حالانکہ طالبان نہ گاؤں پر بمباری کرتے ہیں، نہ رات کو گھروں پر چھاپے مارتے ہیں اور نہ شہروں پر توپوں سے گولہ باری کرتے ہیں۔

دور نہ جائیں بلکہ جب سے امارت اسلامیہ نے الفتح آپریشن کا اعلان کیا ہے تب سے کوئی مائی کا لال دکھائے کہ طالبان نے کسی شہری کو قتل کیا ہو، یا افغانستان کے کسی کونے سے عوام کی طرف سے طالبان کے بارے میں شکایت کی گئی ہو جبکہ کابل ادارے کے اہلکاروں کے خلاف آئے روز مظاہرے اور احتجاج ہوتے ہیں۔

امریکہ دنیا کے کسی بھی ادارے کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ امریکی فوجیوں کے جنگی جرائم سے متعلق تحقیقات کرے، اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یوناما کی تیار کی جانے والی رپورٹس بھی امریکی دباؤ میں تیار کی گئیں ہیں جو افسوس کا مقام ہے۔ امریکہ نے اپنی بدمعاشی کی بدولت اقوام متحدہ کی ساکھ اور حیثیت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اقوام متحدہ اور خصوصا سلامتی کونسل کو چاہئے کہ اب امریکی دباؤ سے باہر نکلیں۔ سلامتی کونسل کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داریاں اچھے طریقے سے نبھائے اور افغانستان میں ملکی نقصانات کی روک تھام کے لئے مضبوط اقدامات کرے۔

امارت اسلامیہ تیار ہے کہ ملکی نقصانات کی روک تھام اور اس حوالہ سے آزادانہ تحقیقات کے لئے ہر ادارے کے ساتھ تعاون کرے اور اس ہدف کے حصول کے لئے انہیں ہر گاؤں لے جایا جائے جب تک کہ اصل مجرم معلوم نہ ہو اور اس مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے آشکار نہ ہو۔

لیکن یہ مسلم اور یقینی بات ہے کہ امریکی غاصبین اور کابل ادارہ کبھی بھی کسی بھی ادارے کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کرے اس لئے کہ اس طرح سے ان کی ذلت ورسوائی یقینی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم پوری مہذب دنیا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس وحشت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اپنی اپنی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ امریکہ کی حمایت اور کٹھ پتلی ادارے کی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لے اور افغانوں کو اپنی تقدیر اپنے ہاتھ سے لکھنے کے لئے آزاد چھوڑ دے۔

عید الفطر کی مناسبت سے عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افغان مجاہد وإن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

يقول الله عزوجل في محكم كتابه: وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (الانفال: 26)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اے مؤمن عوام، سرفروش مجاہدو اور اہل اسلام!

عید سعید الفطر کے آمد کے موقع پر آپ حضرات کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اللہ تعالی آپ کے روزے، تراویح اور عبادات قبول فرمائیں۔ اللہ تعالی تمام شہداء کی شہادت قبول کریں۔ اللہ تعالی مجاہدین کو ان کے جہاد اور تکالیف کا اجر عطا فرمائیں۔ زخمیوں کو فی الفور شفاء اور قیدیوں کے لیے نجات اور آزادی کے اسباب مہیا کریں۔ اللہ تعالی کی دربار سے شہداء کے والدین، بیواؤں، بھائیوں، بہنوں اور اولاد کے لیے صبر جمیل، باعزت زندگی اور مقدس آرزوؤں کی تکمیل کی دعا کرتا ہوں۔

اے مجاہد عوام!

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کی حالیہ جہادی اور سیاسی صورت حال سے متعلق آپ سے اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ اللہ تعالی کی نصرت اور مؤمن عوام کی حمایت سے آپ حضرات کو اطمینان دلاتا ہوں کہ استعمار کے خلاف آپ کا برحق جہاد اور مزاحمت عنقریب کامیابی کی منزل تک پہنچنے والا ہے۔ ان شاء اللہ۔ غیر ملکی استعمار اپنی عسکری اور ٹیکنالوجی قوت پر جتنا بھی مغرور ہے اور اس نے افغانوں کے خلاف وحشت بھرا موقف اپنا رکھا ہے، وہ اس کے باوجود آپ کے مقدس جہاد کی وجہ شکست خوردہ ہے۔ آپ کی جہادی قربانیوں کی بدولت امارت اسلامیہ نے عسکری اور سیاسی اقدامات میں قابل قدر امتیاز حاصل کیا ہے۔ امارت اسلامیہ کی فاتحانہ جہادی کاروائیوں اور سیاسی میدان میں امریکا کے ساتھ مذاکرات کا مقصد وہدف افغانستان سے جارحیت کا خاتمہ اور اسلامی نظام کا قیام ہے۔

امارت اسلامیہ کی عسکری اور سیاسی سرگرمیاں اس طور پر انجام دی جارہی ہیں کہ دونوں میدان ایک دوسرے کے لیے معاون و مددگار ہیں۔ بیرونی غاصب اور اس کے افغان حواری جنگ کے تمام قوانین اور اخلاقی اقدار کا لحاظ کیے بغیر خلاف انتہائی وحشت سے گاؤں، بازار، مساجد، صحت کے مراکز، مدارس اور دیگر مقامات پر اندھی بمباریاں اور مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اس کی انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ وہ عام شہریوں کو شہید کر رہے ہیں۔ انہیں گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ رات کی تاریکی میں عوام کی چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال کیا جاتا ہے۔ گھروں کے دروازے توڑ دیے جاتے ہیں۔ خواتین اور بچوں کو وحشیانہ انداز میں گہری نیند سے جگا کر ذہنی ٹارچر کیا جاتا ہے۔ عوام کی عزت کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ دشمن فوج مردوں کو ان کی بیویوں، بہنوں اور ماؤں کے سامنے بے رحمی سے شہید کر رہی ہے۔ جیلوں میں ہزاروں افغانوں پر تشدد کیا جارہا ہے۔ کابل انتظامیہ کی وحشی جیلوں سے شدید اور سخت شرائط کی وجہ سے مظلوم قیدیوں کی شہادت کی رپورٹس موصول ہو رہی ہیں۔ حتی کہ حالیہ دنوں جیلوں میں غیر مسلح اور ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے قیدیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ مظلوم قیدیوں پر فائرنگ کرنا جنگی جرم ہونے کے ساتھ بزدلی اور نامردی کی گھناؤنی مثال ہے۔ بے شک یہ جرائم استعمار اور اس کے حواریوں کی پیشانی پر سیاہ دھبہ ہیں۔ اس نے موجودہ زمانے میں ماضی کے تمام تاریخی مظالم کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔

اے قابل قدر ہموطنو اور تجزیہ نگارو!

امارت اسلامیہ اپنے اصولی موقف اور پرامن پالیسی کی روسے ایسی ناگزیر

حیثیت کی حامل بن چکی ہے کہ وہ ہمسائیہ اور علاقائی ممالک کو ایک نکتے پر جمع کر سکتی ہے۔ماسکو میں افغانستان کے ہمسائیہ ممالک سمیت 12 ممالک کی پہلی کانفرنس، امارت اسلامیہ کے سیاسی نمائندوں سے دنیا کے رابطے، اعلی سیاسی حکام کی سرکاری ملاقاتیں اور بین الافغانی افہام و تفہیم کی تقریبات اور رابطے اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔ کابل انتظامیہ اپنا اثرورسوخ استعمال کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ امارت اسلامیہ اور افغان سیاست دانوں کے باہم افہام و تفہیم میں رکاوٹ کھڑی کرے۔ دوسری طرف امارت اسلامیہ افغان انتظامیہ کی بے فائدہ جدوجد اور بین الافغانی افہام و تفہیم کے خلاف سیاسی مزاحمت کو قابل توجہ نہیں سمجھتی۔اب وقت آپہنچا ہے کہ تمام اہل وطن ایک ہی آواز میں جارحیت کے خاتمے، اسلامی نظام کے قیام اور ملی اتحاد کی صدا بلند کریں۔ امارت اسلامیہ کی جدوجہد کا مقصد صرف اور صرف اقتدار کا حصول نہیں ہے۔ ہمیں یقین ہے تمام افغان ملت حقیقی طور پر امارت اسلامیہ کے نافذ کیے جانے والے اسلامی نظام میں شامل ہو گی۔امارت اسلامیہ اپنے اقتدار کے دوران موجودہ ملکی اداروں میں موجود ناگزیر اصلاحات کی ضرورت کے حوالے اسلامی اصولوں کی روشنی میں اقدامات بروئے کار لائے گی۔

بیرونی سیاست کے متعلق:

امارت اسلامیہ اپنے موقف کے مطابق افغانستان کو ایک ایسا پُرامن خطہ بنائے گی، جو کسی بھی طرح سے بیرونی دخل اندازی سے پاک ہوگا۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ کوئی افغانستان کی خودمختاری کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہ امارت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ افغانستان سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔امارت اسلامیہ دنیا اور خاص کر خطے کے ممالک سے مثبت تعلقات پر یقین رکھتی ہے۔ امارت اسلامیہ ہمسائیہ ممالک کے ساتھ برابری کے اصولوں کی پابند ہے۔ جب کہ امریکا اور کابل میں امریکا کی مسلط کردہ انتظامیہ افغانستان میں جنگ جاری رکھنے، قومی، علاقائی اور سیاسی تعصبات ابھارنے کی کوشش کر رہی ہے، تاکہ افغانستان کو خطے اور پڑوسیوں کے خلاف ایک محاذ میدان کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔افغان انتظامیہ فتنہ باز گروہوں کو پیدا کر کے انہیں مضبوط کر رہی ہے۔دوسری طرف فتنہ باز گروپ مجاہدین کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہیں۔ مغرور امریکی جنرلز اور ان کے افغان حواری افغان عوام کی جہادی یلغار کے سامنے سرنگوں ہیں۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (یونس: 58)

امارت اسلامیہ اللہ تعالی کی نصرت اور اپنے مؤمن عوام کی حمایت سے فتنہ بازوں کو ایسا موقع فراہم نہیں کرے گی کہ وہ افغان عوام کو مزید تکلیف پہنچا سکیں یا افغانستان کو فتنے کا مرکز بنا کر دوسروں کو دھمکا سکیں۔

مذاکرات کے متعلق:

امارت اسلامیہ اپنے پُرامن موقف کی بنیاد پر امریکا کو دعوت دیتی ہے کہ عقل مندی اور افہام و تفہیم کا راستہ اپنایا جائے۔مذاکراتی سلسلے میں مخلصانہ طور پر سرگرمی دکھائی جائے۔اس حوالے سے امارت اسلامیہ جس معقول لائحہ عمل کو پیش کر رہی ہے، اسے تسلیم کیا جائے۔امارت اسلامیہ ایک ایسا خودمختار اور خوشیاں فراہم کرنے والا نظام نافذ کرنے والی ہے، جس میں افغانستان کی تمام اقوام شامل ہوں گی۔امارت اسلامیہ نے اس ہدف تک پہنچنے کے لیے مسلح جہاد کے ساتھ افہام و تفہیم اور مذاکرات کے دروازے بھی کھول رکھے ہیں۔ امارت اسلامیہ امریکا کے ساتھ سیاسی دفتر کے راستے سے بذریعہ مذاکرات افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ اللہ تعالی سے التجا ہے کہ وہ اس معاملے میں اہل وطن کو بہترین نتائج عطا فرمائے۔امارت اسلامیہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے سامنے یہ واضح کر رہی ہے کہ امارت اسلامیہ کسی بھی معاملے میں دورخی سیاست پر یقین نہیں رکھتی۔ مذاکرات کے بہانے وقت ضائع کرنے، پس پردہ سازشیں اور منافقانہ رویے امارت اسلامیہ کو پسند نہیں ہیں۔ مزید یہ کہ امارت اسلامیہ اس منافقانہ سیاست کو کامیابی کی راہ رکاوٹ قرار دیتی ہے۔ کسی بھی ملک، ادارے اور فرد کو اپنے وہم و گمان میں یہ بات نہیں لانا چاہیے کہ امارت اسلامیہ اپنے ہدف تک پہنچنے سے پہلے ہی جہاد کے گرم محاذوں کو ٹھنڈا کر کے چالیس سالہ قربانی پر پانی پھیر سکتی ہے۔امارت اسلامیہ نے امریکا کے ساتھ مذاکرات کے باوصف بین الافغانی افہام و تفہیم میں بھی کافی پیش رفت کی ہے۔ یہ پیش رفت مزید بڑھے گی۔ان شاءاللہ۔تاکہ جارحیت کے خاتمے کے بعد افغانستان کے ہمدرد اور مخلص افراد کے تمام مسائل کو باہمی افہام و تفہیم سے حل کیا جاسکے۔

کابل انتظامیہ کے نام!

امارت اسلامیہ کابل انتظامیہ کے فوجی اور سول سمیت تمام حکام کو پیغام دیتی ہے کہ آپ لوگ اسی ملک باشندے اور یہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ ہی کے آباء واجداد نے اسلام کے تحفظ کی خاطر قربانیاں دی ہیں۔ آپ لوگوں کے لیے کسی بھی طور یہ

ہر گز جائز نہیں ہے کہ آپ اپنے مجاہد عوام کے خلاف استعماری فوج کی ماتحتی میں جنگ کریں۔ جب کہ یہ استعماری فوجیں ہمارے عقیدے اور سرزمین کی سخت دشمن ہیں۔ انہوں نے ہمارے خطے پر قبضہ کیا ہے اور افغان عوام پر مظالم ڈھارہی ہیں۔ آپ لوگوں سے ہماری مخالفت کا نکتہ یہی ہے۔ اگر آپ لوگ استعمار کی حمایت سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں تو آپ ہمارے بھائی ہیں۔ مجاہدین جس طرح ملک کے طول و عرض میں دشمن کی صف سے علیحدہ ہونے والے سکیورٹی اہل کاروں کا استقبال کرتے اور ان پر پھول نچاور کرتے ہیں، جنگی قیدیوں کی حفاظت اور ان کا علاج کرتے ہیں، وہ آپ کو بھی جان و مال کا تحفظ فراہم کر سکتے ہیں۔ لہذا آپ لوگ اپنی دنیوی اور اخروی زندگی کی بھلائی کے لیے سوچیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ امریکی حمایت کے جرم کی حالت میں مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہو جائیں اور آپ کو اللہ کی رضا کی طرف واپس پلٹنے کا موقع نہ ملے۔

قابل احترام ملت!

امارت اسلامیہ اپنے عوام کو اطمینان دلاتی ہے کہ وہ مکمل شرعی نظام کے مطابق تمام خواتین و مردوں کو ان کے تمام اسلامی، انسانی اور معاشرتی حقوق فراہم کرے گی۔ امارت اسلامیہ معیاری دینی و عصری تعلیم، تجارت، ترقی، آبادی اور تمام اجتماعی امور میں ترقی کے لیے سہولیات فراہم کرتی ہے۔ یہ افغانوں کا بنیادی حق اور معاشرے کی فلاح و کامیابی کے لیے ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ امارت اسلامیہ تمام مجاہدین کو خصوصی ہدایت دیتی ہے کہ عام المنفعت منصوبوں کی حفاظت اور ترقی پر خصوصی توجہ دیں۔

مجاہد بھائیو!

آپ حضرات کے لیے میرا یہ پیغام ہے کہ اپنے عسکری اور سول فرائض کو ذمہ دارانہ طور پر امانت داری اور اخلاص کے ساتھ سرانجام دیں۔ ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ ایک دوسرے کی بات مان لیا کریں۔ آپس میں اختلاف پیدا نہ ہونے دیں۔

وتطاوعاولاتختلفا او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (البخاری)

فوجی کاروائیوں کے دوران عوام کے جان و مال کی حفاظت پر بھرپور توجہ دیں۔ خدانخواستہ لاپروائی کی وجہ سے شہریوں کو نقصانات نہ پہنچیں۔ بے گناہ انسانوں کا خون بہے۔ اسی طرح اہل وطن کو مالی نقصان بھی نہیں پہنچنا چاہیے۔ جب دشمن کے افراد آپ کے پاس قیدی بن کر آئیں تو ان کے ساتھ اسلام و اخلاق کے مطابق بہترین سلوک کا معاملہ کریں۔ آپ کو بہت محتاط رہنا ہوگا کہ دشمن کی ظالمانہ اور وحشی کارروائیاں آپ میں ایسا انتقامی جذبہ پیدا نہ کریں، جو آپ کو اسلامی و اخلاقی اعتدال سے باہر نکال دے، جس کے نتیجے میں ایسا نہ ہو کہ کوئی قیدی آپ کے ہاتھوں امارت اسلامیہ کے عدالتی فیصلے کے بغیر قتل ہو جائے۔ اپنی صفیں پاک رکھنے، اس میں بداخلاق اور نااہل افراد کو داخل ہونے پر خصوصی توجہ دیں۔ خدانخواستہ اگر جہاد کی صف میں بداخلاق افراد داخل ہو گئے تو مجاہدین کو اللہ تعالی کی نصرت اور شریف ملت کی حمایت نہیں مل سکے گی۔ اگر کوئی شخص اطاعت نہیں کرتا اور اصول نہیں مانتا تو ایسے افراد کو صف سے نکال دیا کریں۔ اپنے شہداء، قیدی اور غریب ساتھیوں کے خاندانوں کی وقتاً فوقتاً احوال خیر خبر لیتے رہا کریں۔ حسب توفیق ان سے تعاون جاری رکھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا۔ (سورۃ الدھر: 8)

افغانستان کی جن زمینوں پر امارت اسلامیہ کے ادارے کام کر رہے ہیں، وہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک کڑا امتحان ہیں کہ کیا امارت اسلامیہ اپنے اسلامی موقف اور مدعا کے مطابق عوام کی خدمت کرتی اور ان کے لیے انصاف کی فراہمی یقینی بناتی ہے یا نہیں؟ ہم سب اللہ تعالی کے ہاں جواب دِہ ہیں۔ ہر کسی سے اس کی ذمہ داری سے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ تمام ذمہ داران کو چاہیے وہ عوامی خدمت اور رعایا کے حقوق کا خیال رکھیں۔ اس معاملے کو اپنی ذمہ داری سمجھیں۔

آخر میں ایک بار پھر عید سعید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا تمام مجاہدین اور عام شہریوں سے مطالبہ ہے کہ گاؤں اور قرب و جوار کے غریبوں، یتیموں، بیواؤں، لاچار مسلمانوں اور قیدیوں کے خاندانوں کو عید کی خوشیوں میں فراموش نہ کریں۔ ان سے تعاون کریں، تاکہ وہ بھی عید منائیں اور خوشیوں کی ان لحات سے محروم نہ رہ جائیں۔ والسلام

امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ

زعیم امارت اسلامیہ افغانستان

29/ رمضان المبارک 1440ھ ق - 1 جون 2019ء - 03/ جوزا 1398ھ ش

سری لنکا کے خونی حملے

حسن مومند

21 اپریل کو سری لنکا میں عیسائی عقیدے ایسٹر کے مذہبی تہوار میں کئی ہوٹلوں اور مسیحی عبادت گاہوں میں زوردار دھماکے ہوئے، جس میں 290 افراد ہلاک اور 5 سو سے زیادہ زخمی ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کچھ زخمیوں کی حالت مزید خراب ہے۔اس لیے ہلاکتوں میں اضافہ ممکن ہے۔ حملوں میں ہلاک ہونے والے افراد کے اکثریت سری لنکا کے اپنے شہریوں کی ہے، مگر سری لنکن وزارت خارجہ کے اعلان کے مطابق 35 غیر ملکی شہری بھی ہلاک ہوئے ہیں۔

دارالحکومت کولمبو، نیکمبو اور بٹی کالا کے 3 گرجوں میں اور اسی طرح کولمبو کے شنگریلا، سینامن گرانڈ اور کنگزبری تین ہوٹلوں پر حملے ہوئے۔ جب پولیس نے حملہ آوروں کی تلاش شروع کی تو دو مزید حملے بھی ہوئے۔ ایک کولمبو کے جنوب میں ژوبن کے قریب اور دوسرا دھماکہ ویماتا گوڈا نامی علاقے میں ہوا۔ جس میں 3 پولیس اہل کار ہلاک ہوگئے۔ سری لنکن سکیورٹی ایجنسیوں نے پولیس اور دیگر حفاظتی اداروں کو ایسے ممکنہ واقعات کے حوالے سے خبردار کیا تھا، مگر پولیس اور سکیورٹی ادارے اس کی روک تھام میں ناکام رہے۔ وزیر مخابرات ہرن فرنینڈو نے کہا ہے کہ خفیہ سکیورٹی نیٹ ورکس کے اعلی حکام کو ان واقعات کی ممکنہ خبر تھی۔ اس کے باوجود ان واقعات کی روک تھام میں تاخیر ہوئی۔ ان سے پوچھا جانا چاہیے کہ انہوں نے اقدامات کیوں نہیں کیے۔

قومی وحدت کے وزیر نے بھی سکیورٹی اداروں پر اعتراض کیا ہے کہ جب سکیورٹی افسران نے اداروں کو ایسے خطرناک حملوں کی خبر دی تھی، تو متعلقہ محکمے کی جانب سے اس کی روک تھام کے لیے کوئی اقدام کیوں نہیں کیا گیا؟ سری لنکن سکیورٹی حکام نے اعلان کیا ہے کہ حملوں کے الزام میں 24 افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ البتہ حکومت نے اب تک کسی تنظیم یا گروہ پر ان حملوں کا الزام لگایا ہے اور نہ ہی کسی تنظیم نے اس کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ سری لنکن حکومت نے اتوار کو ایمرجنسی حالات کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔ امید کی جا رہی تھی کہ اس میں مزید دو دن کی توسیع ہوگی، مگر ایسا نہیں ہوا۔ سری لنکن حکومت نے فیس بک اور وٹس ایپ بھی بند کر دیا تھا، تاکہ مزید کوئی ایسا واقعہ سامنے نہ آئے۔

ان حملوں کے پس پردہ کون ہے؟ سری لنکن حکومت اس حوالے سے خاموش ہے۔ شہریوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ محض اندازوں کی بنیاد پر کچھ کہنے سے خاموشی بہتر ہے۔ حکومتی ذرائع سے نشر ہونے والی معلومات ہی کو قابل اعتماد سمجھا جائے۔ حکومت عوام کے نام مسلسل پیغامات جاری کرتی رہی اور مطالبہ کیا جاتا رہا کہ عوام اس دردناک واقعہ کا سوگ منائیں، کسی پر کوئی الزام نہ لگائیں۔ اگلے ماہ حکومت سری لنکا میں تامل ٹائیگرز کے خلاف کامیابی کی دسویں سالگرہ منانے کی تیاری کر رہی تھی کہ یہ واقعہ ہوا۔ جس سے سری لنکا میں سابقہ خانہ جنگی کی دردناک یاد تازہ ہوگئی ہے۔

حکومت کی جانب سے شائع شدہ اعداد و شمار کے مطابق سری لنکا مسلمان آبادی کے محض 9 فیصد ہیں۔ شہریوں کی اکثریت بودھ مذہب اور ہندومت سے تعلق رکھتی ہے۔ اس ملک میں مسلمانوں کے خلاف بڑے پیمانے پر نفرت پائی جاتی ہے۔ جب دس سال قبل تامل ٹائیگرز کا خاتمہ کیا گیا، تب ہی سے مسلمانوں کے خلاف پرتشدد واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ رواں سال 2019 کو مارچ میں بہت سے شہروں میں بودھسٹ شدت پسند تنظیم بودو سینا کی جانب مسلمانوں کے خلاف تشدد کی ایک خونی لہر سامنے آئی، جس میں مسلمانوں کے گھروں، دکانوں اور دیگر املاک کو جلا دیا گیا۔ جب حالات انتہائی خراب ہونے لگے تو حکومت نے ایمرجنسی نافذ کرنے کا اعلان کر دیا۔ بہت مشکل سے مسلمانوں کے خلاف شروع کیا گیا یہ خونی سلسلہ رکا۔ حکومت نے حالیہ حملوں کے الزام میں 24 افراد کو گرفتار کیا ہے۔ البتہ اُن کی مذہبی شناخت ظاہر نہیں کی گئی۔ حکومت کا کہنا ہے 'ایسا لگتا ہے کچھ حملے خودکش تھے۔' مگر یہ واضح نہیں کیا کہ 'شاید یہ حملے مسلمانوں نے کیے ہوں۔' کیوں کہ یہاں پہلے بھی خانہ جنگی کے دوران تامل ٹائیگرز خودکش حملے کرتی رہی ہے۔

وزیر دفاع 'رووِن وجیورونی' نے کہا ہے 'ایسا لگتا ہے ان حملوں میں کوئی خاص گروپ ملوث ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خونی حملے کون کر رہا ہے۔ ہم یہ جاننے کے لیے تمام ضروری اقدامات کریں گے۔ حملہ آوروں کا تعلق جس بھی مذہب سے ہوگا، ہم بہت پکڑ کر قانون کے حوالے کر دیں گے۔'

دوسری جانب اب تک ان حملوں کی ذمہ داری کسی نے قبول نہیں کی۔ خوش قسمتی سے سری لنکا حکومت بھی عقل مندی سے کام لے کر شہریوں کے جذبات کو قابو میں رکھ رہی ہے، تاکہ ملک کو مزید کسی بڑے ہنگامے سے بچایا جاسکے۔ اسلام دشمن میڈیا ان حملوں میں خود کش حملوں کا بار بار تذکرہ کر کے اس کوشش میں ہے کہ 'ان حملوں میں مسلمانوں کو ملوث دکھایا جائے۔ مسلمانوں کے خلاف نفرت کی فضا قائم کی جائے۔'

درحقیقت نیوزی لینڈ واقعے سے اسلام دشمن چاہتے ہیں کہ مغرب میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان تشدد اور جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ تاکہ یورپ میں مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ رک جائے اور اسلام کی تیز ترین اشاعت کا راستہ روکا جائے۔ البتہ نیوزی لینڈ حکومت نے اچھی تدبیر سے کام لیا۔ مسلمانوں کے ساتھ بہت ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

اس واقعے کے بعد بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اب اسی ہدف کے حصول کے لیے یورپ سے بہت دور نسبتاً کمزور ملک میں مسیحیوں پر ایسے خونی حملے کا منصوبہ زیرِ عمل لایا گیا جس میں نیوزی لینڈ کے مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ مسیحیوں کو ہلاک کیا گیا۔ نیوزی لینڈ حملوں کے بعد داعش نے دھمکی دی تھی کہ ان حملوں کا بدلہ لیں گے۔ جس کا مقصد مغربی اسلام دشمنوں کی نفرت میں اضافہ کرنا تھا یا کم از کم ان کی ہمدردی کم کرنا تھا۔ خوش قسمتی سے داعش یہ ہدف حاصل نہ کر سکی۔ مسلمانوں کے ساتھ داعش کی دشمنی سے پوری دنیا واقف ہے۔ اگر اس حملے کی ذمہ داری داعش نے قبول کی تو سری لنکا کے مسلمانوں کے خلاف خصوصاً اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف عموماً حملوں کا سلسلہ شروع ہونے کا قوی خطرہ سامنے آ جائے گا۔ ان کی مساجد و مدارس اور دینی مراکز کو بھی خطرات درپیش ہوں گے، یہی اسلام دشمنوں کا مقصد ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے چند سال سے ہندوستان اور اسرائیل کے درمیان تعلقات اچھے ہیں تو اس بات کا قوی امکان کہ اسرائیلی جاسوسی نیٹ ورک کی جانب سے ہندوستان سے سری لنکا میں حملے کروائے گئے ہوں۔ سب جانتے ہیں تامل ٹائیگرز اور ہندوستان کے بیچ گہرے تعلقات تھے۔ اگر یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ حملے تامل ٹائیگرز نے کیے ہیں تو پھر یقینی ہے کہ ان حملوں میں ہندوستان ملوث ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب سری لنکا نے اپنی ہمبنٹو بندرگاہ اور 30 ہزار ایکڑ زمین 99 سال کے لیے چین کو لیز پر دے دی ہے۔ اس اہم اور اسٹریٹجک بندرگاہ کا چین کے ہاتھ آنا ہندوستان اسے اپنے لیے خطرہ سمجھتا ہے۔

دیکھا جائے تو خطے کے تمام کمزور ممالک ہندوستان کے اثر ورسوخ سے آزاد اور چین کے قریب ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوستان کی امیدوں کے برعکس بنگلہ دیش اب چین کا اسٹریٹجک پارٹنر بن چکا ہے۔ اس نے ہندوستان کے ساتھ اپنے معاہدے منسوخ کر کے چین سے نئے معاہدے قائم کیے ہیں۔ برما نے بھی اپنے بہت سے شعبوں میں چین کو سرمایہ کاری کا موقع دیا ہے۔ چین کی اسی سرمایہ کاری کی وجہ سے وہ اپنے ملک کی اقتصادی ترقی کی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔ اسی طرح چین اپنے ون بیلٹ ون روڈ کے نام سے مستقبل میں شروع کیے جانے والے بڑے منصوبے کے ذریعے بحیرہ عرب میں سب سے زیادہ اثر ورسوخ چاہتا ہے۔ سری لنکا کی مذکورہ بندرگاہ کے علاوہ پاکستان کے گوادر تک رسائی چین کی امیدیں پوری کرنے کے لیے بڑے اقدامات سمجھے جاتے ہیں۔

بھارت کی کمزور ممالک کے حوالے سے پالیسی یہ تھی کہ وہ ان ممالک کو اپنا محتاج بنا کر اپنے دباؤ میں رکھے۔ انہیں ترقی نہ کرنے دے۔ یہ بھارت کی انتہائی ناکام پالیسی تھی۔ چین نے جب ان ممالک کی جانب قربت کی کوشش کی تو بھارت کے مقابلے میں ان ممالک نے چین کی قربت کا فائدہ اٹھایا۔ وہ آہستہ آہستہ ہندوستان کے اثر سے باہر نکل گئے۔ یہ بھارت کے لیے قابل برداشت نہیں ہے۔ اس لیے ان ممالک میں بدامنی کے ایسے واقعات سے چین کے منصوبوں کا راستہ روکنا چاہتا ہے۔ چوں کہ امریکا نے بھی بھارت کو دوستی کا ہاتھ دیا ہے اور چین کے مقابلے میں اسے کھڑا کرنا چاہتا ہے، تاکہ چین کے پھیلتے ہوئے اثر ورسوخ کو روکا جاسکے۔ اس بات کا قوی امکان ہے ان حملوں کی منصوبہ بندی میں امریکا نے بھی تعاون دیا ہو۔ ان حملوں کا ذمہ دار کون ہے؟ البتہ ان حملوں کے پیچھے یہی شیطانی مثلث ہے، جس کے اہداف واضح ہیں۔

اشرف غنی کی بے بسی

خبیر احمد مجاہد

کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی نے دو ہفتے قبل جعلی لویہ جرگہ میں بلایا تھا۔ انہوں نے اس کے ذریعے کوشش کی کہ وہ اپنی غلط پالیسیوں کے باوجود حکومت کی رسوائی اور بیرونی دباؤ سے آزاد ہو سکیں۔ جسے امارت اسلامیہ نے کامیاب پالیسی کے ذریعے ناکام بنا دیا۔ حکومت کی رسوائی کی اس سے بڑی اور شرم ناک ترین مثال اور کیا ہو گی کہ حکومت ہی کے آدھے سے زیادہ اراکین، رہنماؤں اور سیاسی جماعتوں نے اس جرگے کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔ مزید یہ کہ ان بائیکاٹ کرنے والوں نے غیر محسوس طریقے سے امارت اسلامیہ کے امن، مصالحت، استقلال اور قومی موقف کی حمایت کی۔

غیر ملکی سیاسی افراد وقتاً فوقتاً کابل کے پے در پے دورے کرتے رہے ہیں۔ بیرون ممالک میں افغانستان کی حالیہ جنگ کو تیز اور وسیع کرنے کے لیے مختلف کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں۔ اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ دو الگ الگ طیاروں میں جاتے اور کئی کئی ماہ ان کانفرنسوں اور اجلاسوں سے حاصل ہونے والے راشن پر جگالی کرتے۔ پہلے امریکا اور دیگر تمام اتحادی ممالک یہ نعرہ لگاتے تھے کہ ہم مزید جنگ کے لیے تیار ہیں۔ اتنی تعداد میں تازہ دم فوجی افغان جنگ میں بھیجنے والے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالی کے خاص فضل و کرم سے افغان عوام کی پاکیزہ قربانیوں کی برکت سے ہر ملک امریکا پر مذاکرات کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہا ہے۔

امریکا سے طالبان کے براہ راست نتیجہ خیز مذاکرات، ماسکو، دوحا کی بین الافغانی کانفرنس اور دیگر دنیا سے امارت اسلامیہ کے سیاسی نمائندوں کی ملاقاتوں اور رابطوں نے کابل انتظامیہ کو عالمِ سکرات میں پہنچا دیا ہے۔ امریکا سمیت کوئی بھی کابل انتظامیہ کے بیانات پر توجہ نہیں دیتا۔ حتیٰ کہ اسے سننا بھی وقت کا ضیاع سمجھا جاتا ہے۔ اشرف غنی کا خیال تھا کہ وہ دوحا کانفرنس سبوتاژ کر کے اور لویہ جرگہ کے نام سے ایک ڈرامہ رچا کر کوئی فائدہ حاصل کر لیں گے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جرگے میں کرائے کے شرکا کی تالیوں میں اقتدار کی طوالت کا کوئی اجازت نامہ حاصل کر لیں گے۔ انہوں نے نمائشی مذاکرات کے نام جو فریب بنا رکھا ہے، وہ دنیا سے تسلیم کرا لیں گے، مگر جرگے میں بننے والی 50 کمیٹیوں کے اراکین نے کھلم کھلا میڈیا کو بتایا کہ 'جرگے میں کوئی بات کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ جرگے میں صرف وہی بولنے کی اجازت ہے، جو اشرف غنی کو پسند ہے۔' دوسری بات یہ کہ اگر جرگے کے شرکا کی اپنی مرضی اور اختیار چلتا تو ان کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ جرگے کے اختتام سے قبل آدھے طالبان قیدیوں کو رہا کیا جائے، جو کہ بیس ہزار کے قریب ہیں۔ یہ رہائی غیر مشروط ہو۔ اسی طرح بیرونی قوتیں جتنا جلد ہو سکے، افغانستان سے نکل جائیں۔ لیکن اشرف غنی کے دباؤ کی وجہ سے ایسا کچھ بھی سامنے نہیں آ سکا۔

ہم نے آغاز ہی میں کہہ دیا تھا کہ اللہ تعالی کی خاص نصرت سے عسکری و سیاسی میدان امارت اسلامیہ کے زیر کنٹرول ہے۔ 8 مئی کو کابل کے سب سے حساس مرحلے میں امریکا کے کاؤنٹر پارٹ نیٹ ورک کو انتہائی شدت سے حملہ کر کے ختم کیا۔ یہ ادارہ امریکا کے عسکری پلان کا ترتیب دیتا ہے۔ یہ ادارہ افغان فوج کو تربیت فراہم کرتا تھا۔ اس میں موجود درجنوں انسٹرکٹرز، منصوبہ ساز اور افغان فوجیوں کو ہلاک کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ امارت اسلامیہ اور امریکا کے درمیان مذاکرات کا چھٹا مرحلہ بھی کامیابی سے اختتام کو پہنچا اور اہم موضوعات پر اتفاق رائے سامنے آنے والا ہے۔

دوحا کے اس اجلاس کی عالمی حیثیت یہ ہے کہ اُس نے کابل جرگہ پر کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس اجلاس کا مطلب یہ تھا کہ اشرف غنی جتنی بھی کوشش کر لیں، افغانستان کے مستقبل کے حوالے سے اُن کی باتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر اس جرگے یا اس کے فیصلوں کی کوئی ادنی سی بھی حیثیت ہوتی تو مذاکرات کا یہ چھٹا مرحلہ کچھ نہ کچھ تو مشکلات کا شکار ہو ہی جاتا، مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ الحمدللہ

کابل جرگے کا ڈراپ سین

خالد افغان

کابل میں منعقد کیا گیا جرگہ پانچ دن جاری رہا۔ جب جرگہ شروع ہوا تو سب سے پہلے شرکا نے قابض فوج اور افغان فورسز کا شکریہ ادا کیا۔ ان کی تعریف کی گئی کہ ان کے تعاون کی بدولت وہ اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام دیتے ہیں۔ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ جرگے کے پہلے روز 28 اپریل کو دونوں فوجوں کے چھاپوں اور حملوں میں غزنی، پکتیکا، بلخ اور فراہ میں 18 شہری شہید ہو گئے تھے۔ غزنی کے ضلع واغز میں خندق مارکیٹ اور فراہ کے ضلع بکوا میں دو دو بازار کو جلا دیا گیا۔ درجنوں گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔ 15 سے زائد مکانات مسمار کر دیے گئے۔ اس کے علاوہ ان کارروائیوں میں لاکھوں روپے کی قیمتی اشیاء بھی لوٹ لی گئیں۔ جرگے کے شرکا نے ان تمام جرائم پر خاموشی اختیار کی۔ وہ سب گونگے اور بہرے ہو گئے۔ کسی نے ان جرائم پر احتجاج کیا اور نہ ہی مذمت کی۔ الٹا سفاک دشمن کا شکریہ ادا کیا اور اس کی تعریف کی گئی۔ ہم بخوبی جانتے ہیں وہ کس ایڈریس سے اور کس کے کہنے پر امن کی بات کرتے ہیں۔

جرگے میں ایک قرارداد پیش کی گئی، جس کی پہلی سطور میں اشرف غنی اور سیاف کی شرائط کی تائید کی گئی ہے۔ جس کے مطابق جمہوری نظام، موجودہ آئین، خواتین کے حقوق اور مساوات، سماجی اور سیاسی حقوق، آزادی اظہار رائے، سکیورٹی اداروں اور 18 برس کے دوران حاصل کی گئی تمام کامیابیوں کا تحفظ یقینی بنانے کے حوالے سے کہا گیا تھا۔ مزید کہا گیا کہ قیام امن کے لیے ہماری 18 سالہ جدوجہد اور قربانیوں کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس قرارداد کے بارہویں پیراگراف میں طالبان سے اپیل کی گئی ہے کہ 'وہ امن مذاکرات کے لیے ان تمام شرائط سے اجتناب کریں، جو امن عمل کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔' اس کا مطلب یہ ہوا کہ جرگہ کے شرکا نے اشرف غنی اور سیاف کی پیشگی شرائط کو جائز اور طالبان کی شرائط کو ناجائز قرار دے دیا۔ یہ کون سی منطق اور کہاں کا انصاف ہے؟

یہاں دو باتیں قابل غور ہیں۔ پہلی یہ کہ اگر جمہوریت کی مذکورہ اقدار اور کامیابیوں کے نام پر بیرونی جارحیت طالبان کے لیے قابل قبول ہوتی تو پھر اس طویل جنگ کی کیا ضرورت تھی؟ ظاہر ہے یہ جنگ صرف اقتدار کے حصول کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہاں اقدار اور نظریات کی جنگ بھی ہے۔ یہاں مذہبی اور غیر مذہبی شعائر کے درمیان جنگ جاری ہے۔ جرگے کی قرارداد سے پتہ چلتا ہے کہ ایوان صدر کے حامیوں نے افغان جنگ کے بنیادی اسباب کا ادراک ابھی تک نہیں کیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر اشرف غنی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مذاکرات کے لیے پیشگی شرائط پیش کریں اور اپنے تمام معاملات کو مذاکرات میں محفوظ رکھیں تو پھر طالبان کو یہ حق کیوں نہیں ہے کہ وہ بھی اپنی شرائط پیش کریں؟

افغان جنگ کی بنیادی وجہ غیر ملکی قابض فوج کی موجودگی ہے۔ بیرونی جارحیت کا خاتمہ پوری قوم کا دیرینہ مطالبہ ہے۔ توقع تھی کہ جرگے کے شرکا جارحیت کے خاتمے کے لیے لب کشائی کریں گے۔ جرگے کے اختتام پر جاری ہونے والے اعلامیے میں جارحیت کے خاتمے کا مطالبہ شامل کریں گے۔ ایسا نہیں ہوا، بلکہ اعلامیے میں اس طرف سطحی طور پر اشارہ کیا گیا تھا، جس کے مطابق حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ حسب ضرورت غیر ملکی فوج کے انخلا کی ایک ٹائم لائن مقرر کرے۔

قرارداد پیش کرنے کے بعد اشرف غنی نے اپنی تقریر میں یہ مطالبہ مسترد کر دیا اور واضح طور پر کہا کہ 'معنای طرح صلح پایان حضور جهان در افغانستان نیست۔' لہذا ثابت ہوا سیاف اور اشرف غنی جارحیت کے خاتمے کے لیے مذاکرات پر یقین رکھتے ہیں اور نہ اس حوالے سے سنجیدہ ہیں۔ وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ طالبان ہتھیار ڈال کر سرنڈر ہونے کا اعلان کریں۔

اشرف غنی کی تقریر میں اچھی بات رمضان کے موقع پر 175 قیدیوں کی رہائی کا وعدہ تھا۔ اشرف غنی کے اس اعلان پر شرکا نے سب سے زیادہ تالیاں بجائیں۔ اس موقع پر ہلمند کے ایک سفید ریش شخص نے اٹھ کر مطالبہ کیا کہ قیدیوں کی یہ تعداد کم ہے۔ ہر صوبے کے دس، دس قیدیوں کو رہا کیا جائے، لیکن اشرف غنی نے یہ مطالبہ مسترد کر دیا۔

اللہ کرے اشرف غنی بھی طالبان کی طرح قیدیوں پر رحم کریں اور انہیں رہا کر دیں۔ ان میں اکثر وہ قیدی ہیں، جن کی سزا کی مدت پوری ہو چکی ہے۔ اشرف غنی نے قیدیوں کے ساتھ ظلم میں ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ہزاروں نوجوانوں کو جیل میں بند کر رکھا ہے۔ انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بہت سے قیدیوں نے اپنی سزا کی مدت پوری کی ہے۔ اس کے باوجود وہ انہیں رہا نہیں کیا جاتا۔ گزشتہ ماہ اشرف غنی کی ہدایت پر 63 قیدیوں کو رہائی ملی۔ فیس بک پر کچھ سیکولر عناصر نے اس پر تنقید کی تھی۔ کچھ دیر بعد ایوان صدر کے ترجمان نے وضاحت کی کہ رہائی پانے والوں میں طالبان نہیں، بلکہ اسمگلرز، اغوا کار، چور، قاتل اور دیگر مجرم شامل ہیں۔ مطلب رہائی پانے والوں میں قاری، ملا، طالب اور دین دار مسلمان شامل نہیں تھے۔

اشرف غنی نے ایک مرتبہ پھر جذباتی تقریر کی اور سیاف نعرہ تکبیر کے بجائے تالیاں بجاتے رہے۔ اشرف غنی نے کہا کہ 'جرگے کو ڈیجیٹل شکل میں جاری رکھیں گے۔ آپ سب کے ساتھ ٹیلی فون پر رابطہ برقرار رکھوں گا۔ ہمارے گورنر صاحبان بھی آپ کے ساتھ رابطے میں رہیں گے۔ ہمارا اور آپ کا کام ختم نہیں ہوا۔' اشرف غنی کی اس تقریر کے بعد شکوک و شبہات پیدا ہوئے اور سیاسی مخالفین نے ان پر تنقید کی کہ وہ جرگے کی آڑ میں انتخابی مہم چلانا چاہتے ہیں، جو کسی صورت قابل قبول نہیں ہے۔

واضح رہے کٹھ پتلی حکومت میں شامل نصف سے زائد حکام نے اس جرگے کی مخالفت کی تھی۔ اس کے علاوہ حامد کرزئی اور درجنوں سیاسی جماعتوں نے بھی اشرف غنی کے جرگے کی مخالفت کی اور اسے مسترد کر دیا۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق اشرف غنی نے جرگے کے تمام شرکا کو دو، دو لاکھ افغانی روپے بھی دیے۔ جرگے کے پہلے روز شمالی صوبوں سے تعلق رکھنے والے دو افراد نے اپنی تقریر میں تنقید کی، جنہیں ہال سے باہر نکال دیا گیا۔ کسی کو بھی تنقید کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ جرگے کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری کیا گیا، اس کے بارے میں بھی جرگے کے اکثر شرکا نہیں جانتے کہ اعلامیے میں کیا درج ہے؟!

طرطوس بندرگاہ، روس اور شام

حسن مومند

شام میں صدر بشار الاسد کے خلاف اٹھنے والی عوامی تحریک کے خاتمے کے لیے ایران، لبنان کی حزب اللہ اور روس بشار الاسد کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ تینوں نے اپنی ساری قوت آزمائی اور سنی علاقوں میں بڑی تعداد میں انسانی قتل عام کیا۔ آباد شہروں کو کھنڈر بنادیا۔ کئی ملین لوگ ہجرت پر مجبور ہوگئے۔ ان تینوں نے ظلم کرنے میں کسی کی مخالف کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ سچ یہ ہے کہ انہی قوتوں نے بشار الاسد کو بچایا ہے۔ ان کی فوجی قوت نہ ہوتی تو بشار الاسد کا اقتدار بہت پہلے ختم ہو چکا ہوتا۔ روس ایسے وقت میں اس کا ساتھ دیا، جب مجاہدین نے بڑے شہر بشار الاسد سے چھین لیے تھے۔ روس نے مجاہدین کے زیر قبضہ علاقوں پر بم برسائے گئے۔ یہ بمباری تب تک جاری رہی، جب تک لوگ یا تو مکمل طور پر ہجرت کر گئے یا آبادی مٹی میں دب گئی۔ اس کے بعد بشار الاسد کی فوجیں وہاں جاتیں اور فتح کے پرچم لہرادیتیں۔

چوں کہ روس کے شام میں مفادات ہیں، اس لیے روس نے مکمل ذمہ داری کے ساتھ بشار الاسد کا ساتھ دیا۔ لہٰذا اب بشار الاسد کی جانب سے روس کو بھی وہی تحائف دیئے جانے لگے ہیں، جس کے لیے روس نے اتنا طویل عرصہ بشار الاسد کا ساتھ دیا ہے۔ طرطوس کی بندرگاہ روس کے حوالے کرنا اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔ سچ یہ ہے کہ روس کو بشار الاسد کی جانب سے دیا جانے والا یہ بہت بڑا تحفہ ہے۔ روسی صدر کے سیکرٹری یوری بوریسوف نے گزشتہ دنوں دمشق کے دورے کے دوران بشار الاسد سے ملاقات کے بعد پریس کانفرنس میں کہا کہ 'ان کی شامی صدر سے طرطوس بندرگاہ کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ وہ اس بات پر تیار ہیں کہ طرطوس بندرگاہ 49 سال کے لیے روس کو کرائے پر دی جائے گی۔ شامی صدر کی جانب سے رضامندی کے بعد دونوں ممالک کی جانب سے اس حوالے سے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ روسی کمپنیوں نے اس بندرگاہ میں تبدیلی کے لیے پلان مرتب کر رکھا ہے۔ بہت جلد اس حوالے سے مزید پیش رفت سامنے آئے گی۔'

روس کو اس اہم ترین بندرگاہ کی حوالگی کی خبر حیران کن ہے۔ اس لیے بشار حکومت کے حامیوں نے سوشل میڈیا پر حکومت کے اس اقدام کی شدید مخالفت کی ہے۔ حکومتی فیصلے کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس تنقید نے حکومت کو پریشان کر دیا ہے، جس کی روک تھام کے لیے اس نے ایک ناکام کوشش بھی کی ہے۔ شامی حکومت کے وزیر ٹرانسپورٹ نے کہا ہے کہ 'یہ بندرگاہ روس کو لیز پر نہیں دی گئی، بلکہ یہ ماسکو کی ایک کمپنی کو توسیع اور ترمیم کے لیے دی گئی ہے۔ یہ محض ایک کاروباری معاملہ ہے۔' ہر کوئی جانتا ہے روسی وزیر اعظم کا سیکرٹری ایک ذمہ دار ذریعہ ہے، جو دمشق میں کہتا ہے کہ 'ہم نے شام سے طرطوس لیز پر لیا ہے۔ اس حوالے سے فریقین کے درمیان معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔' ظاہر ہے وہ پریس کانفرنس میں غیر ذمہ دارانہ بات نہیں کر سکتا۔

اصل بات یہ ہے کہ شامی وزیر تنقید کرتے والوں کی زبان بند کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ روس نے گزشتہ 8 سال سے بشار الاسد کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو جس بے دردی سے اپنے تمام تر وسائل کا استعمال کر کے ختم کیا، اب روس اپنے اس عسکری تعاون کی بدلے شامی باغ کا پھل چاہتا ہے۔ اس سے قبل جنوری میں شام میں تیل اور گیس کے ذخائر کی

تلاش کے نام پر روسی کمپنیوں کے ساتھ کچھ معاہدے بھی ہوئے ہیں۔

شامی تجزیہ کار سعود کا کہنا ہے کہ دمشق جانتا ہے روس ایران کی طرح مذہبی اور فرقہ وارانہ مقاصد کے لیے کام نہیں کرتا۔ روس اقتصادی مفادات کے لیے مشرق وسطی میں اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے بشار نے ایران کے بجائے روس کو ترجیح دی اور اسے سرمایہ کاری کے زیادہ مواقع دیے ہیں۔ روس اور ایران دونوں شام میں طاقت ور حریف کے طور پر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہر ایک چاہتا ہے شامی حکومت اس کے زیادہ زیر اثر رہے۔ ماہرین کا کہنا ہے بشار الاسد کا میلان روس کی جانب زیادہ ہے۔ کیوں کہ وہ ایران کے مذہبی تعصب کو جانتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ ایران کے زیادہ اثر ورسوخ کی وجہ سے اس کا ملک ایک بار پھر مذہبی اور فرقہ وارانہ جنگوں میں گر جائے۔ اس کے ساتھ روس سلامتی کونسل میں ویٹو پاور رکھتا ہے۔ جس سے اقوام متحدہ میں شام کے خلاف پیش ہونے والے ممکنہ قراردادوں کو ویٹو کرنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ روس ایک ایٹمی طاقت ہے۔ شام کا خیال ہے وہ روسی دوستی کے ذریعے دیگر ایٹمی ممالک سے بچاؤ میں کامیاب رہے گا۔ یہ بھی ایک حد تک اہم ہے کہ شام سابقہ سوویت یونین کا اہم اتحادی رہا ہے۔ وہ کمیونسٹ بعث پارٹی کا اہم فکری حصہ تھا۔ طرطوس کے قریب روسی فوجی اڈے حمیم اور یہ سارا خطہ روس کے لیے اسٹریٹجک اور اقتصادی اہمیت رکھتا ہے۔

شامی اپوزیشن کی قانونی کمیٹی نے طرطوس بندرگاہ کے اس معاہدے کو سیاسی خیانت قرار دیا اور اسے مسترد کیا ہے۔ طرطوس بندرگاہ پر 1960 میں کچھ عرب و دیگر کمپنیوں نے کام شروع کیا تھا۔ کام کا پہلا مرحلہ 1966 میں مکمل ہوا، جسے بروئے کار لایا گیا۔ یہ پورے مشرق وسطی کے لیے انتہائی اہم بندرگاہ ہے۔ یہ بیک وقت یورپ، بحر اسود اور تمام عرب ممالک سے آئے ہوئے بحری جہازوں کی بہترین گزرگاہ ہے۔ یہ بندرگاہ پہلے ہی سے روس کے زیر استعمال ہے۔ روس نے اس بندرگاہ کو استعمال کرنے کے لیے 1971 میں شامی حکومت سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ جس سے بحر ابیض متوسط میں سوویت یونین کے قدم رکھنے کا خواب پورا ہوا تھا۔ یہ معاہدہ 1991 میں سوویت یونین کے خاتمے کے بعد ختم ہو گیا تھا۔ البتہ روس نے یہ بندرگاہ پوری طرح خالی نہیں کی، بلکہ شامی حکومت کی اجازت سے کچھ فوجی یہیں چھوڑ دیے تھے۔

2011 میں بشار الاسد کے خلاف اٹھنے والی تحریک کے دوران روس نے شام سے یہ بندرگاہ واپس مانگی تھی، مگر عوامی ردعمل کے خوف سے بشار الاسد نے اس کا مثبت جواب نہیں دیا تھا۔ جب 2012 میں امریکا اور اس کے اتحادیوں نے شام کو حملے کی دھمکی دی تو روس نے موقع کا فائدہ اٹھا کر اسلحہ سے بھرے ہوئے دو سمندری جہاز شامی بندرگاہ پر لا کھڑے کیے۔ اس پر عرب میڈیا نے شور مچایا، مگر شامی حکومت کے خلاف عوامی تحریک کے شور کی وجہ سے عرب میڈیا کی آواز دب گئی۔

30 ستمبر 2015 کو بشار الاسد کے مطالبے پر روس نے اپنی فوج بھیجنے کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ہی روس نے فضائی حملے سخت کر دیے۔ دسمبر 2017 میں روس نے اپنی فوج نکالنے کا اعلان کیا، مگر ماہرین کا کہنا ہے روس دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا تھا۔ شام سے روسی فوج کا انخلا نہ تو روس چاہتا ہے اور نہ شامی حکومت۔ روس کے یہاں بہت سے اقتصادی فائدے ہیں۔ روس کے لیے یہ مفادات عسکری موجودگی میں ہی ممکن الحصول ہیں۔ شامی حکومت بہت سے بیرونی و داخلی چیلنجز کی شکار ہے۔

بشار الاسد روسی فوجی موجودگی اپنے لیے غنیمت سمجھتا ہے۔ اس لیے روسی فوج کے انخلا کا اعلان عوامی مخالفت کم کرنے کی محض ایک کوشش ہے۔ دمشق، ادلب، حسکہ، لاذقیہ، حماہ، درعا، دیر الزور، الرقہ اور حمص سمیت 11 مقامات پر روسی فوجی اڈے موجود ہیں۔ یہ اڈے طویل عرصے تک رہیں گے۔

کابل میں مغربی جمہوریت

موسیٰ فرہاد

افغانستان پر امریکی یلغار کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یہاں جمہوری اقدار نافذ کی جائیں، تاکہ افغانستان کو جدید مغربی دنیا سے منسلک کیا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے 21ویں صدی کے پہلے سال 2001 میں کمزور اور نہتے افغانستن پر امریکا نے کروز میزائل، بی 52 کے فاسفورس بموں، چینوک ہیلی کاپٹروں، ڈرون طیاروں، ایف ایم 16، ایف ایم 21 طیاروں، ہموی ٹینکوں اور مہلک ہتھیاروں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ آج تک اس کے ظلم وستم کا سلسلہ جاری ہے۔ امریکا 18 برس سے افغانستان کی فضائی اور زمینی حدود پر قابض ہے۔ نہتے عوام پر فضائی حملوں کی وجہ سے آگ کا سیاہ دھواں اٹھ رہا ہے۔

امریکا نے بے شمار معصوم لوگوں کا خون بہایا۔ ہلاکو اور چنگیز خان کا ریکارڈ توڑ دیا۔ کسی وقفے کے بغیر خون بہانے کا سلسلہ جاری ہے۔

امریکا یہ سب کس مقصد کے لیے کرتا ہے، یہ الگ مسئلہ ہے۔ البتہ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس ملک میں جمہوریت لاگو کرے گا۔ انصاف کا بول بالا ہوگا۔ ظلم، آمریت، جبر اور بدعنوانی نہیں ہوگی۔ عوام کی رائے سے حکمرانوں کو منتخب کیا جائے گا۔ جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں مغربی دنیا، خاص طور پر امریکا کابل میں ایک کرپٹ حکومت کی پشت پر کھڑا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے وہ جھوٹا ہیں اور اس کے دعوے جھوٹ پر مبنی تھے۔ وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ جس طرح مغرب میں جمہوری قوانین ہیں، وہ یہاں کابل میں بھی نافذ ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کے لیے ان کی جمہوریت کا مفہوم مختلف ہے۔

یہاں انتخابات ہوتے ہیں تو ہار جیت کا امریکی وزیر خارجہ ہاتھ میں ہوتا ہے۔ افغانستان حکومت ان کی مرضی سے بنتی ہے۔ فوج اور پولیس کو عوام کے قتل عام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پارلیمنٹ اور عدلیہ کا کردار صرف حملہ آوروں کے جرائم کو قانونی جواز فراہم کرنے تک محدود ہے۔ عالمی برادری کی امداد غربت میں اضافے، کرپشن اور رشوت کو فروغ دینے کے لیے فراہم کی جاتی ہے۔ میڈیا بھی جارحیت پسندوں اور حواریوں کے حق میں پروپیگنڈا کرنے کی حد تک آزاد ہے۔ اس کے علاوہ اس پر ہر قسم کی قدغن لگائی جاتی ہے۔ عوام کا قتل عام جاری ہے۔ انہیں طالبان اور القاعدہ کے نام پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ امن کے خوب صورت نام پر ناجائز اقتدار کو طول دینے کے لیے جرگوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اپوزیشن اور سیاسی جماعتوں کی مخالفت کے باوجود حکام کے متنازع فیصلے امریکا کے لیے قابل قبول ہیں۔ انسانی جرائم کی رپورٹ بنانے اور آواز اٹھانے والوں کو دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کیا جاتا ہے۔ خواتین کے حقوق کے نام پر مغربی خیالات تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مغربی دنیا میں جو کام جرم تسلیم کیا جاتا ہے، وہ کابل میں امریکی فوج کی نگرانی میں فروغ پا رہا ہے۔ یہاں امریکی فوج کی سرپرستی میں ایسے چہرے مسلط کیے گئے ہیں، جو جمہوری اقدار کے پابند ہیں اور نہ ہی اسلامی اور افغان اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے افغان عوام کے مزاج کے برعکس ملک میں جس نااہل ٹولے کی حکومت مسلط کی گئی ہے، وہ افغان عوام کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔

امریکا نے 18 سال سے افغانستان میں ظلم اور جبر کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ وہ اپنے ملک میں 18 گھنٹوں کے لیے بھی یہ صورت حال برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ امریکا کا مکروہ چہرہ افغانستان میں بے نقاب ہو رہا ہے۔ دنیا کے سامنے اس کے عزائم آشکارا ہوگئے ہیں۔ اسے چاہیے مزید رسوائی سے بچنے کے لیے جارحیت اور ریاستی دہشت گردی کا سلسلہ بند کر کے افغان عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے دے۔ جمہوریت کے نام پر عوام کو مزید دھوکہ دینے اور نااہل ٹولے کو مسلط رکھنے کے بجائے عوام کی رائے کا احترام کرتے ہوئے جھوٹی اور نام نہاد جمہوریت کا ڈرامہ بند کرے۔

قطر مذاکرات کے حقائق

ہارون بلخی

افغانستان میں روسی شکست اور کٹھ پتلی نجیب اللہ انتظامیہ کے زوال کے بعد مجاہدین فاتحانہ کابل میں داخل ہوئے۔ عوام نے ان کا شان دار استقبال کیا۔ چند ماہ گزرنے کے بعد مجاہدین بیرونی اور اندرونی انٹیلی جنس عناصر کے داموں میں پھنس کر آپس میں دست و گریبان ہوگئے۔ شہر شہر، قصبہ قصبہ، نگر نگر اور ہر جگہ مَن پسند حکومتیں قائم ہوگئیں۔ عوام نے تنگ آ کر طالبان تحریک کا ساتھ دیتے ہوئے ملک کے فیصد 95 سے شر و فساد کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں۔ ملک میں مکمل اسلامی نظام قائم ہوگیا۔

چوں کہ مغرب کو اسلامی نظام اور علما سے الرجی ہے۔ اس لیے وہ مختلف بہانے تراشتا، معاشی پابندیاں، بیرونی ممالک کے دوروں پر پابندی لگانے کی کوشش کرتا۔ مگر اسلامی نظام اللہ تعالی کی نصرت اور عوامی حمایت کے نتیجے میں قائم رہا۔ جب نیویارک میں تجارتی مراکز کو نشانہ بنایا گیا تو امریکا بہادر نے 49 ممالک کی قیادت میں افغانستان پر ہلہ بول دیا۔ تب طالبان نے امریکا کو مذاکرات کی دعوت دی تھی۔ جب کہ امریکا بہادر ہوش کے بجائے جوش سے کام لے رہا تھا۔ امریکا نے اسلام سے دشمنی کے غرور میں افغانوں پر وہ مظالم ڈھائے، جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ جب طالبان نے جہادی کارروائیوں کے ذریعے امریکا کو چوٹ لگائی تو اُس کا نشہ ہرن ہوگیا۔ آخر کار امریکا نے زلمے خلیل زاد کو طالبان سے مذاکرات کی ذمہ داری سونپی۔ چناں چہ مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس کے اب تک 6 مرحلے مکمل ہو چکے ہیں۔ ساتواں مرحلہ ممکنہ طور پر رمضان کے بعد شروع ہوگا۔

مذاکرات بند کمروں میں ہوتے ہیں۔ کسی کو حقیقی صورت حال معلوم نہیں ہے۔ صرف طالبان کی جانب سے جاری ہونے والے اعلامیے یا امریکی ایلچی کی ٹویٹ سے کچھ نہ کچھ آگاہی ہو جاتی ہے۔ سب سے اہم اور قابل بحث نکات دو ہیں۔ طالبان کہتے ہیں کہ 'تمام بیرونی فوج افغانستان سے نکل جائے۔' جب کہ امریکا مطالبہ کر رہا ہے کہ 'آئندہ افغان سرزمین سے ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچنے کی ضمانت چاہیے۔'

افغان ٹی وی ٹاک شوز میں نام نہاد تجزیہ نگار ایسی افواہیں پھیلاتے ہیں، جو افغانستان، خطے اور دنیا کے مفاد میں نہیں ہیں۔ سب کو معلوم ہے طالبان اٹھارہ سال سے اس موقف پر کھڑے ہیں کہ جب تک ایک بیرونی فوجی افغانستان میں موجود رہے گا تو جہاد جاری رہے گا۔ ہم کسی صورت اجنبی افراد کو وردی کی حالت میں برداشت نہیں کر سکتے۔

مغربی ٹکڑوں پر پلنے والے دانش وَر عوام کو پریشان کرنے کی خاطر امریکا کو افغانستان میں تین یا چار اڈے دینے، عبوری انتظامیہ کے قیام، مغربی ڈیموکریسی کی ترویج، خواتین کی بے راہ روی وغیرہ جیسے الزامات طالبان پر لگا کر پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق اب تک اس حوالے سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ گفتگو کا زیادہ محور درج بالا دو نکات ہیں۔ اگر طالبان امریکا کو اڈے دینے، شرعی حکومت کے بجائے مغربی ڈیموکریسی نافذ کرنے اور خواتین کے اسلامی حقوق کے بجائے انہیں مغربی طرز پر فحاشی اور لادینیت کی جانب مائل کرتے ہیں تو کیا افغان عوام اسے قبول کریں گے؟ کیا یہی جہاد کا مقصد ہوگا؟ افغان عوام، بالخصوص طالبان رہنماؤں کو کسی صورت استعماری قوتوں کی موجودگی قابل قبول نہیں ہے۔ ٹی وی ٹاک شوز میں جو چہ میگوئیاں کی جا رہی ہیں، وہ من گھڑت، بے بنیاد اور پروپیگنڈے کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں رکھتیں۔

طالبان اقتدار کے لالچ میں نہیں ہیں کہ وہ کسی بھی غیر اسلامی معاملے پر سودے بازی کرلیں گے۔ طالبان میدان جنگ کی طرح مذاکرات کی میز پر بھی اپنے موقف کا سختی سے دفاع کر رہے ہیں۔ اس لیے بے بنیاد پروپیگنڈوں اور بیرونی سفارت خانوں کے نمک خور ایجنٹوں کی باتوں پر توجہ نہ دی جائے۔

عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ

ڈاکٹر احمد نوفل

کسی نے سوال کیا کہ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت سے علماء اور دیگر لوگوں سے ممتاز تھے۔ان کی اس امتیازی شان کی وجوہات کی تھیں؟ وہ کس طرح لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے؟ میں نے بتایا کہ شاید ہی کوئی عبداللہ عزام کے اتنا قریب ہو، جتنا میں تھا۔ بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ہم دونوں شہادت کی نیت سے میدان جنگ میں، اترے تاکہ روس اور اس کی کٹھ پتلیوں کے خلاف لڑیں۔ میدان جنگ گرم ہو جاتا۔ ہم موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال رہے ہوتے۔ اس کے باوجود تقدیر نے ہماری شہادت ان کے ہاتھوں نہیں لکھی تھی۔ اللہ تعالی نے یہ شہادت عبداللہ عزام صاحب کی قسمت میں کچھ درندہ صفت انسانوں کے ہاتھوں لکھی تھی۔ یہ شاید ان کے قریبی ساتھیوں میں سے کچھ لوگ تھے، جنہوں نے انہیں اغوا اور قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ انہیں انتہائی مظلومیت سے شہید کر دیا۔ میں شہید عزام کو بہت قریب سے جانتا ہوں۔ ہم نے ایک ہی یونیورسٹی میں کئی سال تک شرعیات کی تعلیم حاصل کی تھی۔

ان کے بے انتہا خلوص، صاف دلی اور اخلاق نے انہیں عالمی شہرت عطا کی تھی۔ وہ کبھی بھی دنیاداری یا دنیا کے لالچ کی خاطر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنی ذات کی خاطر کسی سے کوئی امید نہیں رکھتے تھے۔ ان میں ریا سے بچنے کی صفت اتنی مضبوط تھی کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ ان کا اللہ تعالی کی کتاب کے ساتھ رابطہ بہت مضبوط تھا۔

میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں میں نے اپنے دور کے لوگوں میں قرآن کریم سے اتنی محبت کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ اگر میں کہوں کہ ان کے ہاتھ کبھی قرآن کریم سے خالی نہیں رہے تو یہ سچ ہوگا۔ وہ ہمیشہ کوشش کرتے کہ اپنے علم و فہم میں اضافہ کرتے رہیں۔ مطالعہ کرنا کی عادت تھی۔ وہ فقہی، اصولی اور قرآنی شخصیت تھے۔ حدیث کے علوم میں بھی بہت علم و فہم رکھتے تھے۔ ایسے بہت کم شرعی علوم تھے، جن کی فہم انہیں حاصل نہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ایمانی فراست اور سیاسی سمجھ بوجھ بھی رکھتے تھے۔ وہ داعی کے مطلب اور مفہوم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ میں نے انہیں ہمیشہ دیکھا کہ وہ اس کوشش میں ہوتے کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔ دوسری بات یہ کہ ان کی دعوت میں اثر بہت تھا۔ وہ جب بھی وعظ کرتے تو ان کی زبان اور دعوت کا سننے والوں پر بہت اثر ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُن کے دل میں اللہ تعالی کا خوف بہت تھا۔

جب ان کی شہادت کے روز ان کا جسد خاکی میرے سامنے رکھا تھا، تب میں نے کہا اے شہید عزیز! تمہارا نام تمہاری شخصیت کا آئینہ دار ہے۔ تمہارا نام عبداللہ عزام تھا۔ واقعتا تم اللہ کی عبادت و بندگی میں سب سے نمایاں اور صاحبِ عزم شخص تھے۔ ایک بار ہم ایک طویل سفر میں ان کے ساتھ تھے۔ طویل اور تکلیف دِہ سفر کے بعد اپنی جگہ پہنچے تو ہمیں زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ جلد از جلد اپنے لیے سونے کی جگہ تلاش کریں۔ ہم تو گہری نیند سو گئے، مگر

شیخ عزام نے پہلے وضو بنایا اور پھر نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ سوئے۔ عبداللہ عزام شہید کی دوسری بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے اور کبھی کبھی ان دنوں کے علاوہ دیگر ایام مثلاً ذی الحجہ کے دس روزے اور دیگر روزے بھی رکھتے تھے۔

آپ نے معاشرے میں بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہوں گے کہ وہ تکلف سے باتیں کرتے ہیں۔ خود کو دوسروں سے برتر سمجھتے ہوں گے۔ قناعت نام کی کوئی چیز نہیں جانتے ہوں گے۔ اپنی شہرت کے پیاسے ہوں گے، مگر عبداللہ عزام ان تمام آلائشوں سے پاک تھے۔ وہ انتہائی عاجز و متواضع انسان تھے۔ وہ بات کرتے ہوئے کبھی تکلف سے کام نہ لیتے۔ انہیں شہرت سے نفرت تھی۔ ایسا بہت کم ہوا کہ ان کا گھر مہمانوں سے خالی ہو۔ حتیٰ کہ عزام شہید کی شہادت کے روز بھی وہ چند اردنی مہمانوں کے ساتھ موجود تھے۔ ان کا پاکیزہ دل ہمیشہ مسجد سے محبت کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ کوشش کرتے کہ مسجد اور جماعت کے بغیر نماز نہ پڑھیں۔ حتیٰ کہ وہ معاشرے میں کچھ تعمیراتی کام بھی کرتے۔ جب کسی علاقے میں دیکھتے کہ یہاں مسجد نہیں ہے تو کوشش کرتے کہ سب سے پہلے وہاں مسجد تعمیر کریں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سی مساجد تعمیر کیں۔ جب بھی محاذوں سے جہاد اور تعاون کے لیے آواز اٹھتی تو ایک باضمیر مسلمان کی طرح حق کی جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے میدان جنگ میں کود جاتے۔ ہمیشہ مسلمانوں کے اتحاد و یگانگت کی کوشش کرتے۔ اپنی تمام تر مصروفیات اور مشکلات کے باوجود اپنے اصلی وطن فلسطین کو ایک لحہ بھی نہیں بھولے۔ یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ کچھ لوگ ان پر تنقید کرتے ہیں کہ آپ فلسطین چھوڑ کر افغانستان میں جہاد کرنے کیوں آئے ہیں؟

وہ ہمیشہ اپنے مسلمانوں بھائیوں سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ تمام تنظیموں کے حامی ایسا سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے یکساں محبت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ فکری لحاظ سے اخوان المسلمون سے وابستہ تھے۔ اس فکری وابستگی کے باوجود انہوں نے کبھی دیگر جماعتوں کے ساتھ امتیازی رویہ یا تعصب روا نہیں رکھا۔ انہوں نے کبھی اجتماعی مفاد اور حکمتوں کو ذاتی مفاد پر قربان نہیں کیا۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا کہ کسی کی خامی تلاش کریں اور پھر ان خامیوں کی بنا پر اسے دبائیں۔ اگر کسی میں کوئی خامی دیکھتے تو انتہائی بصیرت سے اس کی اصلاح کرتے۔ وہ انتہائی نرم خو تھے۔ انہوں نے اپنے آپ میں وہ اعلیٰ اخلاق جمع کر رکھے تھے، جس سے وہ ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں محبوب رہتے۔ انہیں شہوت پرست اور مطلبی لوگ پسند نہیں تھے۔

ان کا دل ایک بچے کی طرح صاف تھا۔ ان کے دل میں نفرت اور بدگمانی کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ جب تک کسی سے کوئی نقصان نہ پہنچتا تو ہمیشہ اپنے دوستوں سے اچھا گمان رکھتے۔ پوری امت کا درد اپنا درد سمجھتے۔ وہ عصر حاضر کے حالات اور مسائل پر سوچتے۔ مسلمانوں کے مسائل کو وہ اپنا درد سمجھتے۔ ان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی کہ کس طرح تمام مسلمانوں سے تعاون کروں! اپنی بساط کے مطابق پوری دنیا کے مسلمانوں کو اپنی خیر پہنچاؤں اور ان کے مسائل ختم کرنے میں ان کی مدد کروں۔

جناب عبداللہ عزام شہید کی صفات اور مناقب بہت زیادہ ہیں۔ ہم ان کے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اپنی بے پایاں رحمت کے طفیل ان کی بخشش فرمائے۔ آمین

مذاکرات؛ افغان حکومت کا کردار؟

محمد سجاد

رواں جہادی معرکے کے دو پہلو نہایت اہم ہیں۔ ایک طرف امریکا اور اس کے اتحادی، جب کہ دوسری جانب جذبہ جہاد سے سرشار طالبان ہیں۔ امریکی جانب میں دو گروپ ہیں۔ ایک تو خود امریکا اور اتحادی، جب کہ دوسرا گروپ افغان فوج ہے۔ امریکا اپنی تمام تر ٹیکنالوجی کے سہارے کے ساتھ افغانستان میں نام نہاد دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر روزانہ کی بنیاد پر وحشیانہ اور ظالمانہ بمباریاں کر کے سیکڑوں افغان شہریوں کو شہید کر رہا ہے۔ شہید ہونے والوں میں بہت بڑی تعداد بوڑھوں، بچوں اور خواتین کی ہے۔ امریکا جہاں اس درندہ صفت طرز عمل سے افغانوں کی زندگی اور عزت پر حملہ آور ہے، وہیں وہ وسط ایشیائی ممالک کو بھی اپنے کنٹرول میں رکھنے کی کوشش میں ہے۔ افغان انتظامیہ چند دنیاوی مفادات کی خاطر امریکا کے اس گھناؤنے منصوبے میں مکمل طور پر شریکِ جرم ہے۔ افغان انتظامیہ، فوج اور پولیس کا ایک ہی دھندا رہ گیا ہے۔ جن راستوں سے امریکی و اتحادی فوج کو طالبان کے براہ راست حملوں سے خطرہ ہوتا ہے، ان تمام چھوٹی بڑی شاہراہوں پر افغان فوج حفاظتی دستے لگا کر امریکی فوج کی حفاظت یقینی بناتی ہے۔

طالبان نے اٹھارہ سال سے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جہاد جاری رکھا ہے۔ افغان انتظامیہ افغان سرزمین کی آزادی چاہتی ہے اور نا ہی اس کا مقصد ایک آزاد و خود مختار اسلامی حکومت کا قیام ہے۔ طالبان حملوں کا سب سے پہلا ہدف امریکا اور اس کے اتحادی ہیں۔ انہوں نے بین الاقوامی اصول و ضوابط کی خلاف ورزی کر کے افغانستان پر جارحیت کی اور افغانوں کا خون پانی کی طرح بہایا ہے۔ جب بھی امریکی اور اتحادی فوج طالبان حملوں کی زد میں آتی ہے تو افغان کٹھ پتلی انتظامیہ اس کی حفاظت کے لیے خود کو موت کے منہ میں دھکیل دیتی ہے۔ مجبوراً طالبان کو ان پر حملہ کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس جنگ میں سیکڑوں امریکی اور ہزاروں افغان کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ طالبان کی قربانی کی بدولت امریکا مجبور ہے کہ وہ مذاکرات کی راہ اختیار کرے۔ صدر ٹرمپ نے جنگ کی سختی اور نقصانات کے پیشِ نظر اس گرداب سے نکلنے کے لیے زلمے خلیل زاد کی قیادت میں ایک مذاکراتی ٹیم تشکیل دی۔ گزشتہ چھ ماہ سے فریقین کے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں۔ فریقین کے درمیان افغانستان سے امریکی انخلا اور مستقبل میں امریکا کے خلاف افغانستان کی سرزمین استعمال نہ ہونے پر بھی بات چیت چل رہی ہے۔

اس تمام صورت حال کے پیش نظر اشرف غنی طالبان کے ساتھ مذاکرات میں نظر انداز کیے جانے پر شرمندہ اور پریشان ہے۔ در حقیقت اشرف غنی حکومت کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اتنے بڑے اور اہم معاملے پر انہیں نظر انداز کیا گیا، بلکہ ان کے بار بار مطالبے پر بھی انہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ اشرف غنی نے ایک موقع پر خود کوشش کی کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات شروع کیے جائیں، جب کہ امریکا کی نظر میں اشرف غنی کی حیثیت محض ایک غلام کی سی ہے۔ ظاہر ہے غلام کے ذریعے معرکے سر نہیں کیے جاتے۔ نہ ہی ان ذریعے ایسے معاملات طے کیے جاتے ہیں، جن پر فریقین کے سیاسی مستقبل کا دارومدار ہو۔ در امریکا اٹھارہ سالہ طویل جنگ میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ وہ جلد ہی اس دلدل سے نکلنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے خلیل زاد کے آخری سفر کابل کے بعد کابل انتظامیہ آمادہ ہوئی کہ قطر میں منعقدہ بین الافغانی کانفرنس میں چند لوگوں کو شرکت کے لیے تیار کیا گیا۔ وہ کانفرنس میں افغان حکومت کی نمائندگی کے بجائے اپنی ذاتی حیثیت میں شرکت کر کے اپنا مدعا بیان کریں گے۔ حالاں کہ اس سے قبل وہ بضد تھے کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات میں ان کا نمائندہ بھی شریک ہو گا، تاکہ طالبان کے ساتھ بطور ریاست مذاکرات میں اپنا کردار ادا کریں۔

امریکا افغان انتظامیہ کو افغانستان کا نمائندہ تسلیم نہیں کرتا۔ یہی وجہ پچھلے افغان انتظامیہ کو مذاکرات کے دوڑ سے باہر رکھا گیا ہے۔ افغان انتظامیہ کی حالیہ کانفرنس میں شرکت سے انکار طالبان کی ایک اور فتح ہے۔ طالبان کا موقف تھا کہ اگر کابل انتظامیہ بین الافغانی کانفرنس میں شرکت کرے گی تو ہم اس میں شریک نہیں ہوں گے۔ طالبان کا موقف وزن دار ہے۔ افغان انتظامیہ افغانستان کی نمائندہ حکومت نہیں ہے۔ وہ امریکا کی جانب سے مسلط شدہ کٹھ پتلی ہے۔ اس کٹھ پتلی حکومت کے سربراہ اشرف غنی جنگ کو مسلسل طول دینے کی دُہائی دے رہے ہیں۔ افغانوں پر جنگ مسلط کرنے والا ہرگز افغان سرزمین کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص افغانستان کو آزاد و خود مختار ریاست نہیں بنا سکتا۔ ظاہر ہے امریکا اور اس کے اتحادیوں میں مزید جنگ کی سکت نہیں رہی۔ وہ بہر صورت جنگ ختم کر کے افغانستان سے نکلنا چاہتے ہیں۔

طالبان کے حالیہ کامیاب حملے

قاسم اللہ

کابل میں 8 مئی کو امریکی سفارت خانے کا ایک ذیلی ادارہ 'کاؤنٹر پارٹ' طالبان کے زبردست فدائی حملے کا نشانہ بنا ہے۔ یہ ادارہ فلاحی کاموں کی آڑ میں تخریبی کارروائیوں میں ملوث تھا۔ اس حملے میں ادارے کے اہل کاروں سمیت درجنوں افغان فوجی بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ طالبان نے اس حملے کے بعد وضاحت کی کہ اس ادارے پر اس لیے حملہ کیا گیا کہ ایک تو یہاں افغان فوجیوں کو تربیت دی جاتی ہے، جو ہمارے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ ادارہ فحاشی و عریانی کو فروغ دینے میں بھی ملوث تھا۔ ہم ایک طویل عرصے سے ادارے کی مشکوک کارروائیوں کو مانیٹر کر رہے تھے۔ آزاد میڈیا نے تصدیق کی کہ کاؤنٹر پارٹ ایک ایسی این جی او ہے، جو امریکا کے ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی usaid کی طرف سے ابلاغی اور عسکری منصوبوں پر عمل کر رہی ہے۔ اسی کے ساتھ امریکا اور کٹھ پتلی حکومت کے درمیان فوجی معاملات سنبھالنے کا کام اسی ادارے کے سپرد ہے۔ طالبان نے مذکورہ این جی او کے مقاصد واضح کرتے ہوئے مزید کہا کہ ادارے کی جانب سے بعض ایسی سرگرمیاں بھی سامنے آئی ہیں، جن میں شرکت کر کے اشرف غنی اور دیگر اعلیٰ حکام شرکت بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ انجیل کے نام سے ایک منصوبے پر بھی کام کر رہا ہے، جس کا مقصد افغان معاشرے میں بے راہ روی، فحاشی و عریانی اور مخلوط محفلوں کا اہتمام کرنا ہے۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کی جانب سے میڈیا کو جاری کیے گئے بیان کے مطابق اس حملے میں تین فدائی مجاہدین 'حمزہ فاروانی، حذیفہ کنڑی اور حافظ محمد ابو بکر قندھاری' نے حصہ لیا۔ یہ کارروائی چھ گھنٹے جاری رہی۔ مجاہدین نے سب سے پہلے اس ادارے کی عمارت کے اُس حصے کو نشانہ بنایا، جہاں تخریبی کارروائیوں کے لیے منصوبہ بندی کی جاتی تھی۔ اس حملے میں سکیورٹی چیک پوسٹس مکمل تباہ ہو گئیں اور وہاں تعینات اہل کار ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد مجاہدین بھاری اسلحہ سے لیس ہو کر عمارت میں داخل ہوئے اور وہاں موجود امریکی اور افغان فوجیوں پر پے در پے حملے کیے، جس سے دشمن کو سخت جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

طالبان کا کہنا ہے طویل عرصے سے ہمارا منصوبہ تھا کہ مذکورہ ادارے کا اس مرکز کو نشانہ بنایا جائے۔ یہاں امریکی فوج جارحیت کو طول دینے افغان فوج کی تربیت کر کے افغانستان کی سلامتی کے لیے خطرہ بنا رہی تھی۔ یہ مرکز امریکی حکومت کے لیے نہایت اہم تھا۔ کاؤنٹر پارٹ کو ہر سال امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی usaid کی طرف سے تقریباً ستر ملین ڈالر دیے جاتے ہیں۔ یہ ادارہ افغان فوج کو اسلامی شعائر، افغان روایات، مساجد، مدارس علما کے خلاف تربیت دینے کے لیے اسلام کے سخت دشمن اساتذہ کو استعمال کرتا ہے۔ طالبان نے 6 مئی کو صوبہ بغلان کے پولیس ہیڈ کوارٹر کی عمارت پر ایک کامیاب حملہ کیا تھا۔ جس میں سو سے زیادہ فوجی اور افیسرز ہلاک ہوئے تھے۔ اس حملے میں پانچ فدائی مجاہدین نے حصہ لیا تھا۔ یہ تمام حملے ایسے وقت میں ہو رہے ہیں، جب کہ قطر کے دار الحکومت دوحا میں طالبان اور امریکا کے درمیان مذاکرات چھٹے اور نہایت اہم اور حساس مرحلے میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایسے حالات میں اتنے حساس مقامات پر جارحانہ حملے امریکا کے لیے کیا پیغام رکھتے ہیں؟ اس حوالے سے طالبان نے اپنی ویب سائٹ پر وضاحت کی ہے کہ 'جب تک امریکا اور اس کے اتحادی افغانستان میں غاصبانہ قبضہ جاری رکھیں گے، انہیں اس سے بھی بدتر صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس سے زیادہ سخت جارحانہ حملوں کے ذریعے افغان دشمنوں کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا جائے گا۔'

تجزیہ نگاروں کے مطابق طالبان نے اشرف غنی کے مذاکرات مخالف موقف کو بھی دندان شکن جواب دیا ہے۔ اشرف غنی کو پیغام دیا گیا ہے کہ وہ اپنے امریکی چھتری تلے بھی محفوظ نہیں ہیں۔ جب امریکا بوریا بستر گول کر کے جائے گا تو اشرف غنی ایک دن کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ ان کی طرف سے جعلی جرگے کے انعقاد کے بعد ان کے حمایتی فیس بکی دانش وروں کو بھی پیغام دیا گیا ہے کہ ان کے ممدوح اشرف غنی کا افغانستان میں مستقبل تاریک ہے۔ وہ جلد ہی افغانستان سے بھاگ جائیں گے۔ اس کے بعد فیس بکی دانش ور باہم ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوں گے۔ لہٰذا وہ اشرف غنی کی بے جا حمایت سے دست بردار ہو کر حقائق کا ادراک کریں۔ کاؤنٹر پارٹ کی عمارت بھی ایوان صدر سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ریڈ زون میں واقع ہے۔ طالبان نے وہاں بھی آسانی سے اپنی کارروائیاں کر کے دشمن کو ناکوں چنے چبوائے ہیں۔ ایک دن اسی طرح ایوان صدر بھی طالبان کے حملوں کی زد میں آئے گا۔

طالبان نے تازہ حملوں سے بین الاقوامی دنیا کو بھی یہ پیغام دیا کہ وہ ایک ہی وقت میں کئی محاذوں پر کام جاری رکھ کر سیاسی بالغ نظری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ وہ ایک طرف امریکا کے ساتھ مذاکرات میں مصروف ہیں۔ دوسری جانب عسکری میدان میں بھی امریکا کو سبق سکھا رہے ہیں۔ طالبان احساس فتح کے ساتھ امریکا کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

لویہ جرگہ یا صدارتی الیکشن مہم؟

محمد قاسم

29 مئی کو افغان عوام پر مسلط کٹھ پتلیوں نے اپنے اقتدار کی بقا کے لیے ایک نام نہاد اور نمائشی لویہ جرگے کا انعقاد کیا۔ اس جرگے میں تمام صوبوں سے حکومتی افراد سمیت کابل انتظامیہ کے افراد شریک تھے۔ ان شرکا کو عوام کا نمائندہ ظاہر کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی گئی۔ جرگے کے دوران اختیارات کی تقسیم کے معاملے پر کابل انتظامیہ کے اعلیٰ عہدے داروں میں تلخ کلامی ہوئی اور جرگے کی کارروائی کئی گھنٹے رکی رہی۔ جس کی وجہ سے جرگہ دو دن طویل ہو گیا۔

میڈیا کے مطابق جرگہ صرف اس وجہ سے منعقد کیا گیا تھا، تاکہ اشرف غنی کے دوبارہ صدر بننے کی راہ ہموار کی جائے۔ گویا یہ لویہ جرگہ الیکشن کمپین تھا۔ جس میں کچھ محدود افراد اشرف غنی سے انفرادی مفاد اور اعلیٰ عہدوں کے بدلے میں اشرف غنی کو صدر بنانے کی کوشش میں حصہ لیں گے۔ ہر شخص کی یہی کوشش تھی کہ وہ خود کو اشرف غنی کا زیادہ وفادار کارکن ثابت کرے۔ زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کرے۔ جرگے میں کابل انتظامیہ ہی کے بعض بااثر اور جرائم پیشہ افراد بھی شریک تھے، جو بہ ظاہر مخالفت کے نعرے لگا رہے تھے، جس سے اشرف غنی کو یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ اگر ان کو ساتھ نہ ملایا گیا تو اشرف غنی کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

دوسری جانب اس جرگے کی وجہ سے عوام کو سکیورٹی انتظامات کے نام پر دو دن شدید اذیت سے دوچار کیا گیا۔ شہر میں لوگوں کی آمد و رفت معطل تھی۔ جب کہ شہر کے داخلی راستوں کو بھی سیل کر دیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے شہر آنے والی تجارتی گاڑیاں پھنسی رہیں۔ نتیجۃً عوام کے تجارتی سیکٹر کو کروڑوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان محترم ذبیح اللہ مجاہد نے جرگے بارے میڈیا کو جاری کیے گئے پیغام میں کہا کہ 'مذکورہ نمائشی جرگے کا ہدف کٹھ پتلی حکومت کی مدت میں توسیع ہے۔ اس کا مقصد طالبان اور امریکا کے درمیان جاری مذاکرات اور بین الافغانی مفاہمت کو سبوتاژ کرنا ہے۔'

لویہ جرگے کے نام پر کابل شہر اور دوسرے صوبوں سے صرف اپنے ہی من پسند افراد کو بلا کر اسے لویہ جرگہ قرار دینا افغانستان کی قومی اقدار کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اشرف غنی اپنی ہی حکومت میں اتنے ذلیل و خوار ہیں کہ چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر عبداللہ نے بھی اسے اور اس جرگے کو مسترد کیا کر دیا۔ انہوں نے اس میں شرکت سے انکار کر دیا۔ اشرف غنی اب بھی اسے قومی اور عوامی نمائندوں کا جرگہ قرار دے رہے ہیں۔ جس کا واضح مطلب ہے کہ امریکا کی کاسہ لیس کابل انتظامیہ خود بھی اس جرگے کے ایجنڈے پر متفق نہیں ہے۔ اشرف غنی غیر ملکی جارحیت پسندوں کے افغانستان سے بوریا بستر گول کرنے کے بعد اپنا برا انجام دیکھ رہے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ امن کوششوں سے سخت خائف ہیں۔ وہ اپنی گری ہوئی ساکھ بحال کرنے کے لیے جعلی اور نمائشی ہتھکنڈوں کا سہارا لے کر غلامانہ ذہنیت اور ہوس کی تسکین کے لیے عوام پر فیصلے مسلط کرنے کی مذموم کوشش میں ہیں۔

جرگہ افغان ثقافت کا ایک قدیم حصہ ہے۔ افسوس کہ اس قومی اور باعزت ثقافتی قدر کا امریکی جارحیت کے بعد جس طرح مذاق اڑایا گیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ جرگے میں آزادی اور خود مختاری کے فیصلے پوری قوم کی نمائندگی میں ہوتے تھے۔ اب امریکی کٹھ پتلی اسے افغان قوم کو مزید غلامی میں دھکیلنے اور اپنے غلامانہ اقتدار کی حفاظت کے لیے اسے استعمال کرنے لگے ہیں۔ جہاں اشرف غنی نے قومی امنگوں کا جنازہ نکالنے کے لیے 3200 ضمیر فروشوں کو جرگے کے نام پر جمع کیا تھا، اس سے قبل بھی چند ہزار غلاموں نے جرگے کا سہارا لیتے ہوئے امریکا کے ساتھ سکیورٹی معاہدے کے نام پر افغان سرزمین کا شرمناک سودا کیا تھا۔

عجیب بات ہے کہ حامد کرزئی، محقق، عطا نور، اسماعیل، حنیف اتمر، یونس قانونی اور خلیلی جیسے کٹھ پتلیوں نے بھی اس جرگے کو مسترد کیا ہے۔ اسے اشرف غنی کے انفرادی مفاد اور صدارت کے لیے الیکشن مہم کا نام دیا ہے۔ اشرف غنی کو ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ اس پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کر رہے۔ اشرف غنی دو ہدف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے اقتدار کی مدت میں توسیع اور کارکنوں اور الیکشن مہم چلانے والوں کو کچھ ہدایات اور تربیت فراہم کرنا، تاکہ وہ مستقبل کی جعل کاریوں کے لیے مکمل طور پر تیار رہیں۔ ان حقائق کے منظر عام پر آنے کے بعد 13 دیگر نمائندوں نے بھی جرگے کا بائیکاٹ کیا اور موقف اختیار کیا کہ انہیں مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ یہ جرگہ اشرف غنی کے ذاتی مفاد کے لیے منعقد کیا گیا ہے۔

افغان عوام ان جعلی کارروائیوں کی حیثیت اور اصلیت سمجھ چکے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اسے جرگہ نہیں سمجھتے۔ وہ اس کے فیصلوں کو افغان قوم کا فیصلہ نہیں مانتے۔ تاریخ شاہد ہے افغان قوم نے ہمیشہ غیروں کے اشاروں پر بننے والے پروگرامز اور جرگوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ اشرف غنی کا یہ جرگہ بھی ماضی کے ناکام جرگوں کا ایک تسلسل ہے جس کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلے گا۔

اسلام میں بیعت و اطاعت کی حیثیت

رحمت گل

مسلمانوں کے لیے اسلام پر عمل کے لیے بنیادی اسلامی احکامات جاننا نہایت ضروری ہے۔ بالخصوص اسلام کے نظام عدل و حکمرانی کا علم تو از حد ضروری ہے۔ حکمرانوں کی معمولی لغزش بھی بہت نقصان دِہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے پاس قرآنی تعلیمات اور نبوی احکامات کی صورت میں ایک ایسا قانون موجود ہے، جسے حقیقی معنوں میں نافذ کیا جائے تو تمام فتنوں کا سدباب ہو جائے گا۔ مسلمان کسی طرح ناکام اور پسماندہ نہیں رہیں گے۔اسلام کے دیگر احکامات کی طرح خلیفہ کی بیعت وطاعت بھی ایک حکم ہے۔قرآن و حدیث میں بیعت واطاعت تلقین کے ساتھ اس کی بار بار یاددہانی کرا کر اس پر مضبوطی سے کاربند رہنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ بیعت واطاعت ہی مسلمانوں کی وحدت ملی کی ضامن ہے۔ جب تک مسلمان اسلام کے اس حکم پر کاربند رہیں گے، کامیابی انہی کے حصے میں ہوگی۔ جب انہوں نے اس پر عمل چھوڑا تو مشکلات کا سامنا کرنا۔ مزید یہ کہ زوال کا شکار ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کارِ نبوت میں بیعت وطاعت کو خاص دخل ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی کو بیعت کرتے تو ساتھ ہی اطاعت کا حکم بھی فرماتے۔ اطاعت کا وعدہ لیے بغیر کسی کو بیعت عطا نہیں فرمائی۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو اللہ تعالی نے اسے اپنی بیعت سے تعبیر فرمایا۔ چناں چہ ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ

جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔

ہر شرعی امیر کی بیعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت اللہ تعالی کے ساتھ بیعت ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: وَمَنْ مَاتَ، وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

جو آدمی ایسی حالت میں مر جائے کہ اس نے بیعت نہ کی ہو، وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اسی طرح اطاعت کے متعلق بھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي (رواہ صحیح البخاری)

'جس نے میری اطاعت کی، درحقیقت اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی۔ جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

اسی طرح اطاعت کی حوصلہ افزائی اور نافرمانی کی مذمت میں کئی احادیث موجود ہیں۔ تاریخ میں ہماری بہادر اسلامی بہنوں نے کئی واقعات کے نقوش چھوڑے ہیں، جنہیں ہم نے اپنی روایتی سستی کے باعث اگلی نسلوں تک پہنچانے میں غفلت سے کام لیا ہے۔ قندھار کی 'باسی عینو' وہ خاتون ہیں، جب احمد شاہ ابدالی ہندوستان پر حملے کے بعد واپس آئے تو شام کے وقت قندھار پہنچے۔ احمد شاہ ابدالی نے لشکر میں شامل تمام مجاہدین کو حکم دیا کہ رات یہیں گزاریں۔ گھر جانے کی اجازت کل ہوگی۔ رات کی تاریکی میں ایک شخص چپکے سے اپنے گھر چلا گیا۔ گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور بیوی کو اپنا تعارف کرایا۔ 'بیوی نے پوچھا رات گئے کیسے آنا ہوا؟ کیا اپنے امیر سے اجازت لے کر آئے ہو؟' کئی ماہ کے مسافر شوہر نے بتایا کہ اجازت کے بغیر آیا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ بہادر اور باوفا بیوی 'باسی عینو' بولیں کہ 'جب تک امیر سے اجازت نہیں لیں گے، تب تک آپ میرا چہرہ دیکھ سکیں گے اور نہ ہی گھر کا دروازہ کھولا جائے گا۔' یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔ شوہر مایوس ہو کر اپنے لشکر میں واپس چلا گیا۔ صبح ہوئی تو اس شخص نے یہ واقعہ اپنے گروپ کے امیر سے بیان کیا۔ دھیرے دھیرے یہ واقعہ احمد شاہ ابدالی تک پہنچ گیا۔ انہوں نے عینو کو بلا کر انعام میں ایک نہر کی زمین عطا کی، جو آج تک 'نہر عینو' کے نام سے مشہور ہے

یہ واقعہ عینو آپا کی دیانت داری اور فرمان برداری کا ثبوت ہے۔ رات کی تاریکی میں اپنے امیر کی اجازت کے بغیر آئے مسافر شوہر کو واپس بھیج دیا۔ مذکورہ موضوع پر ممتاز قلم کار مولوی محمد عطاء الحق کابلی نے ایک بہترین کتاب لکھی ہے۔ وہ پشتو زبان میں اپنے موضوع پر پہلی اور معیاری کتاب ہے۔ موصوف نے حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے نہایت اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس موضوع کا حق ادا کر دیا۔ جس سے پڑھنے والوں کی علمی پیاس بجھ جائے گی۔ موصوف کی یہ کتاب مختلف خصوصیات کی حامل ہے۔ انہوں نے کتاب کی جمع و ترتیب میں کافی محنت اور عرق ریزی کے ذریعے تحقیقی و علمی مواد اکٹھا کیا ہے۔ مولانا نور اللہ منیر کی تقریظ سے کتاب کی علمی قد و قامت مزید بڑھ گئی ہے۔ کتاب 292 صفحات اور دو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں سولہ فصلیں ہیں۔ جن میں بیعت سے متعلق تفصیلی احکام شامل ہیں۔ دوسرے باب میں 13 فصلیں ہیں۔ جن میں خالص اطاعت کے متعلق علمی ذخیرہ جمع کیا ہے۔ کتاب میں درجہ بدرجہ قرآن، حدیث اور بڑے فقہا کی کتابوں سے اپنے موضوع کے اثبات کے لیے ادبی طرز نگارش میں استدلالات پیش کیے گئے ہیں۔ متعلقہ موضوع سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب خاصے کی چیز ہے۔

افیون کا گھناؤنا کاروبار

احمد مختار

اقوام متحدہ کے ادارے 'UNODC' کی رپورٹ کے مطابق 2018ء میں افغانستان میں 7200 ٹن افیون کی پیداوار ہوئی ہے۔ مذکورہ افیون سے افغان کسانوں، مزدوروں اور افیون کے اسمگلروں کو 600 ملین ڈالر کی رقم ملی ہے۔ افغانستان کے ہمسایہ ممالک میں مجموعی طور پر 1400 ٹن افیون استعمال ہوتی ہے۔ جب کہ دوسری جانب جس افیون افغانستان میں ہیروئن بنائی جاتی ہے، اس کی مقدار 610 ٹن ہے۔ جس سے 300 ٹن خالص ہیروئن تیار ہوتی ہے۔ منشیات کے ماہرین کے مطابق 610 ٹن افیون سے 15000 ٹن ہیروئن بنائی جا سکتی ہے۔ افیون کے منتقلی اور ناتجربہ کاری کے سبب اس کا زیادہ تر حصہ تلف ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے خالص پیداوار کی شرح بھی کم ہو جاتی ہے۔ افغانستان میں منشیات کے حوالے سے اقوام متحدہ کی سروے رپورٹ ہمیشہ امریکی مفادات کا خیال رکھ کر تیار کی جاتی ہے۔ ایک روسی سروے رپورٹ کے مطابق 2018ء کے دوران افغانستان میں افیون کی پیداوار 10 ہزار ٹن بتائی گئی ہے۔

> منشیات ایک عالمی مسئلہ ہے۔ اس نے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کو خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ افغانستان میں ایک جانب امریکی فوج کی جانب سے درجنوں افغان شہری شہید کیے جا رہے ہیں۔ دوسری جانب انہی قوتوں کی جانب سے منشیات کی وجہ سے لاکھوں افغانوں کی زندگیاں اجیرن بنا دی گئی ہیں۔ جانی اور مالی نقصانات کے ساتھ منشیات کی لعنت وہ عنصر ہے، جس نے افغان قوم کو جنگ کے بعد سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ اس مہلک عنصر کی روک تھام صرف اور صرف امارت اسلامیہ کے ایک تاریخی حکم کے ذریعے ممکن ہے۔

افغانستان میں افیون کی کاشت سے امریکا کو حاصل ہونے والے مالی فوائد بارے قابل اعتبار اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ بین الاقوامی اور مغربی میڈیا کی رپورٹس کے مطابق امریکا سالانہ 60 ارب ڈالر افغانستان کی منشیات سے حاصل کرتا ہے۔ 1997ء میں منشیات کی کاشت پر امارت اسلامیہ کی پابندی سے قبل مغربی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق افغانستان کی منشیات سے امریکا کا سالانہ 600 ارب ڈالر کا کثیر سرمایہ حاصل کرنے کا امکان تھا۔ افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد افغانستان نے منشیات کی کاشت میں پوری دنیا کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اب منشیات کی کاشت اور پیداوار میں افغانستان پہلے نمبر پر ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امریکا افغانستان کی منشیات سے 1000 ارب ڈالر سے بھی زیادہ سالانہ رقم حاصل کر رہا ہے۔ جو علاقے پہلے صرف ایک مرتبہ فصل اگاتے تھے، اب امریکی بیج کی وجہ سے سال میں چار فصلیں تیار ہوتی ہیں۔ یہی افیون امریکا کے فراہم کردہ خاص آلات کے ذریعے ہیروئن میں تبدیل ہوتی ہے۔ جسے مخصوص طیاروں کے ذریعے دنیا کے کونے کونے تک اسمگل کیا جاتا ہے۔ اس وقت مجموعی طور پر دنیا میں منشیات کی تجارت میں 4 کھرب ڈالر کی رقم گردش کر رہی ہے، جس میں سب سے زیادہ فائدہ امریکا کو

ہو رہا ہے۔

کابل انتظامیہ میں منشیات کے خلاف کام کرنے والی ایک مستقل وزارت موجود ہونے کے ساتھ اقوام متحدہ کے منشیات کنٹرول کرنے کے ادارے سمیت مختلف این جی اوز افغانستان میں منشیات کی کاشت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔اس کے باوجود منشیات کی کاشت میں ہر سال اضافہ دیکھنے میں آتا ہے۔ کابل انتظامیہ کے متعدد ارکانِ پارلیمنٹ نے اعتراف کیا ہے کہ افغانستان میں منشیات کی کاشت، پروسس، تجارت اور اسمگلنگ میں غیر ملکی فوج اور کابل انتظامیہ کے اعلی عہدے دار شامل ہیں۔اس بات کے کافی شواہد موجود ہیں، جن میں کابل انتظامیہ کے عہدے داروں نے مقامی میڈیا کے سامنے برملا اعتراف کیا کہ ان کا ادارہ اور امریکی فوج اس مکروہ دھندے میں ملوث ہے۔

کابل انتظامیہ میں منشیات کنٹرول کرنے کی ایک وزارت موجود ہے۔ اس وزات کو غیر ملکی این جی اوز اور کابل انتظامیہ سے ہر سال 14 ملین ڈالرز کے فنڈز ملتے ہیں۔اس کے باوجود ہر سال منشیات کی کاشت بلند ترین سطح پر پہنچ جاتی ہے۔اس میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جب کہ نشہ کرنے والے افراد کی تعداد میں بھی بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔ بین الاقوامی این جی اوز کی رپورٹس کے مطابق افغانستان میں نشئی افراد گاؤں دیہاتوں کے بجائے شہری علاقوں میں زیادہ ہیں۔ حتی کہ کابل انتظامیہ کے کئی ارکان منشیات کے عادی ہیں۔ بڑے شہر، تفریحی مقامات، تجارتی مراکز اور عام شاہراہیں منشیات کے عادی افراد کے پسندیدہ ٹھکانے ہیں۔ کابل میں 'پل سوختہ' نامی علاقہ صدارتی محل سے چند قدم کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ علاقہ نشیوں کا گڑھ تصور کیا جاتا ہے۔ وہاں سیکڑوں افراد کو اس لت میں مبتلا دیکھا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ نشے میں مبتلا ہونا بجائے خود ایک مصیبت ہے۔اس کی وجہ سے پیدا ہونے مسائل پورے افغان معاشرے، بلکہ ہمسایہ ممالک پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ کابل کی وزارت صحت کی ایک تازہ رپورٹ کے مطابق اس وقت افغانستان میں ایڈز میں مبتلا افراد کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بیماری دوسرے نوجوانوں میں منتقل ہونے کا خطرہ ہے۔

دوسری جانب منشیات کے عادی افراد کام کاج کے قابل نہیں رہتے۔ جس کی وجہ سے ان کی اکثریت بے روزگار ہے۔ وہ اپنے نشے کی خاطر جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔دوسری جانب ان نوجوانوں کا مافیائی نیٹ ورکس کے ہاتھوں یرغمال ہونے کا بھی امکان ہے۔ نشے کی مہلک عادت کی وجہ سے افغانستان کے 3 ملین سے زیادہ افراد زندگی کی بنیادی آسائشوں سے محروم ہیں۔ وہ اپنے خاندان، بلکہ سماج پر بھی بوجھ تصور کیے جاتے ہیں۔

منشیات ایک عالمی مسئلہ ہے۔ اس نے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کو خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ افغانستان میں ایک جانب امریکی فوج کی جانب سے درجنوں افغان شہری شہید کیے جا رہے ہیں۔ دوسری جانب انہی قوتوں کی جانب سے منشیات کی وجہ سے لاکھوں افغانوں کی زندگیاں اجیرن بنا دی گئی ہیں۔ جانی اور مالی نقصانات کے ساتھ منشیات کی لعنت وہ عنصر ہے، جس نے افغان قوم کو جنگ کے بعد سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ اس مہلک عنصر کی روک تھام صرف اور صرف امارت اسلامیہ کے ایک تاریخی حکم کے ذریعے ممکن ہے۔ پہلے بھی اس کے ذریعے افیون کی کاشت صفر ہو گئی تھی۔ اب بھی امارت اسلامیہ اس عذاب سے اپنی قوم، ہمسایہ ممالک اور پوری دنیا کو نجات دلا سکتی ہے۔

امارت اسلامیہ نے جس طرح اپنے پہلے دورِ حکومت میں اس خطرناک زہر کا خاتمہ کیا تھا، امارت اب بھی جارحیت کے خاتمے کے بعد منشیات کے خاتمے کے لیے اپنے ماضی کے موقف کا اعادہ کرتے ہوئے افیون کی کاشت اور پیداوار کی شرح صفر پر لے آنے کا عزم رکھتی ہے۔

افغانستان میں کینسر

تنویر خان

جارحیت پسندوں کا پرانا وطیرہ ہے کہ جب وہ کہیں غاصبانہ وار کرتے ہیں تو نہایت بے رحمی سے پیش آتے ہیں۔ اہلِ علاقہ کو مختلف طریقوں سے ڈرا دھماکر ان کی تذلیل کرتے اور علاقہ بدر کر دیتے ہیں۔ مذہبی، لسانی اور علاقائی اختلافات کو ہوا دے کر ان میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ مختلف فتنے پیدا کر کے لوگوں کو ان میں مصروف رکھتے ہیں۔ یہی کچھ امریکا نے افغانستان میں کیا ہے۔

افغانستان پر امریکی جارحیت میں دینی روایات اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا گیا۔ کئی مسلمان مرتد ہو گئے۔ افغان سرزمین پر ناجائز قبضہ کیا گیا۔ ملی اور قومی روایات سے ٹھٹھہ کیا گیا۔ امریکی حملے کی وجہ سے افغانستان میں جہالت اور غربت میں اضافہ ہوا ہے۔ جرائم کی شرح میں اضافہ اس کے علاوہ ہے۔ جنگوں میں اضافے کی وجہ سے بدامنی پیدا ہوئی۔ رشوت، سود، چوری اور قتلِ عام کا بازار گرم ہوا۔ افغانستان کی قیمتی معدنیات چوری کی گئیں۔ اخلاقی گراوٹ اور فحاشی و عریانی میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ میڈیا فحاشی کے علاوہ کوئی کام کی بات سامنے ہی نہیں آنے دیتا۔

افغانستان ہر استعمار کے لیے ایک تجربہ گاہ بن چکا ہے۔ امریکا افغان سرزمین کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتا ہے اور کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ چند مہینے قبل سٹار اینڈ سٹرائیپس نامی ایک امریکی روزنامے نے انکشاف کیا کہ امریکا افغانستان میں نئے کیمیائی ہتھیار آزمانا چاہتا ہے۔ مستقبل میں کیمیائی ہتھیاروں کے بے دریغ استعمال کے منفی نتائج ظاہر ہوں گے۔ افغان عوام کو علم ہے کہ یہاں کینسر جیسی موذی بیماری مصنوعی طریقے سے پھیلائی گئی ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کینسر پانی اور ہوا میں آلودگی کے سبب پھیلتا ہے۔ مٹی میں کیمیائی مواد مکس ہونا بھی ایک سبب ہے۔ یہ سب بمباریوں کے ہجوم کی وجہ سے ہے۔ وزارت صحت میں کینسر کے سدباب کے لیے کام کرنے والے ڈاکٹر مہین عبداللہ، جمہوریت ہسپتال میں اینٹی کینسر ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ ڈاکٹر ذبیح اللہ ستانکزئی اور کاپیسا کے ایک ہسپتال کے مالک ڈاکٹر روح اللہ نے اسپوتنک ٹی وی کے ساتھ بات کرتے ہوئے دیگر اسباب کے ساتھ اس کا ایک سبب کیمیائی مواد کا استعمال بھی قرار دیا

تحقیقاتی رپورٹس کے مطابق کیمیائی مواد کے استعمال سے پھیلنے والی بیماریوں میں کینسر سرفہرست ہے۔ اس کے متعلق تحقیقات کرنے والے بین الاقوامی ادارے کے دفتر International Agency for Research on Cancer (IARC) کی جاری کردہ رپورٹس کے مطابق 2008 میں افغانستان میں کینسر کے 14 ہزار کیسز سامنے آئے۔ جس کی وجہ سے لگ بھگ 11 ہزار افراد لقمۂ اجل بنے۔ اسی ادارے نے 2012 میں سولہ ہزار کیسز اور 2015 میں بیس ہزار کیسز نوٹ کیے۔ جس سے تقریباً سولہ ہزار افراد کی موت واقع ہوئی۔ 2018 میں آزادی ریڈیو نے وزارت صحت کے حوالے سے بتایا کہ کینسر بہت تیزی سے پھیل رہا

ہے۔ کہا جاتا ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد ہیروشیما اور ناگاساکی میں مصنوعی طور پر کینسر پھیلایا گیا۔ عسکری امور کے ماہرین کے مطابق امریکا نے افغانستان کو اپنے اسلحے کی لیبارٹری کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ یہاں زہریلے کیمیکل سے بھرپور اسلحہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ خطرناک اسلحہ استعمال کیا گیا ہے۔

عسکری امور کے ماہر محمد گل نے کابل نیوز کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا کہ "اس میں شک نہیں کہ افغانستان کو ہر استعماری ٹولے نے تجربہ گاہ اور اپنے اسلحے کی لیبارٹری کے طور پر استعمال کیا ہے، یہاں بموں کی ماں کا استعمال کیا گیا۔ یہ لوگ جب کوئی نیا اسلحہ بناتے ہیں تو تجربے کے لیے اسے افغانستان استعمال کیا جاتا ہے۔ نئے فوجی بھرتی کیے جائیں تو عسکری تربیت کے لیے بھی افغانستان بھیج دیے جاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق امریکا کی جانب سے افغانستان میں بڑے پیمانے پر یورینیم کا استعمال کیا گیا۔ افسوس یہ کہ افغانستان کو اسلحہ کے مضر اثرات سے پاک کرنے کے لیے کوئی ادارہ توجہ نہیں دیتا۔ ڈاکٹر محمد داؤد امریکی نژاد افغانی ہے۔ وہ سیاست، اقتصادیات اور اجتماعی ترقی کے لیے پروفیشنل ہیں۔ انہوں نے افغانستان میں یورینیم کے استعمال پر تحقیق کی ہے۔ وہ اپنی کتاب Afghanistan after Democracy میں لکھتے ہیں کہ یہ بات واضح ہے کہ افغانستان میں خطرناک اسلحہ بڑے پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے۔ 1991 میں یہی اسلحہ عراق کے ساتھ جنگ میں استعمال کیا گیا۔ اس اسلحے کے استعمال سے بصرہ اور دیگر شہروں میں کینسر کی بیماری پھیل گئی۔ بچے معذور پیدا ہوتے۔ اس کے علاوہ بھی کئی بیماریاں پھیلیں۔ جب افغانستان پر حملہ کیا گیا تو یہ خوف دامن گیر رہا کہ یہ خطرناک اسلحہ افغانستان میں بھی استعمال ہوگا۔ امریکی اسلحے میں یورینیم اور دیگر زہریلے اجزا شامل کیے گئے ہیں۔ جب یہ بم پھٹتا ہے تو یورینیم چھوٹے چھوٹے ذرات کی شکل میں ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ یہ اتنے چھوٹے ذرات ہوتے ہیں، جنہیں کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ یہ ذرات ہوا میں ہونے کی وجہ سے سانس کے ساتھ ہی یہ جسم میں داخل ہو کر پھیپھڑوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ پھر یہ انسان کے کروموزوم میں تبدیلی لاتے ہیں، جو ڈی این اے کا حصہ ہے۔ جب کروموزوم میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے تو کینسر پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے مردانہ صحت پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جب کہ انسانی شکل بھی مسخ ہوتی ہے۔ بچے پیدائشی کچھ اعضا سے محروم ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر میر کی نے کہا کہ ان زہریلے اثرات کے خاتمے کے لیے کم از کم چار سو سال درکار ہیں۔ صحت کے ایک ماہر ڈاکٹر محمد فیض صافی نے کابل نیوز کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا اس نوع کے اسلحہ کا استعمال نسل کشی کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ زہریلے اثرات انسانی جسم کے تمام حصوں کو خراب کرتے ہیں۔ اس سے کینسر، دل سمیت دیگر بیماریاں پھیل کر شرح اموات میں اضافہ کرتی ہیں۔ موصوف نے مزید کہا کہ افسوس ہے افغانستان خوابِ خرگوش میں سویا ہوا ہے۔ اس حوالے سے امریکا کے ان جرائم کو سنجیدہ لیتے ہوئے افغانوں کو بین الاقوامی سطح پر آواز اٹھانی چاہیے۔ اس ظلم کے آگے بند باندھنا چاہیے۔ اگر ہم نے اس ذمہ داری سے پہلو تہی کر کے اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت نہ کی تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔

اگر افغانوں نے اس ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھائی تو مستقبل میں بھی اسی طرح ان پر کیمیائی اسلحہ استعمال ہوتا رہے گا۔

قطر مذاکرات آہستہ کیوں؟

ڈاکٹر نعمت اللہ میوند

یکم مئی کو قطر کے دارالحکومت دوحا میں امریکا اور طالبان کے درمیان مذاکرات کا چھٹا دور تب شروع ہوا کہ اس سے پہلے فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف دھمکی آمیز ٹویٹ بھی کیے تھے۔ زلمے خلیل زاد نے لکھا کہ 'طالبان کو ہتھیار ڈالنا چاہییں۔' جس کے رد عمل میں ذبیح اللہ مجاہد نے لکھا کہ 'وہ ان خوابوں سے گزر جائیں۔ طالبان ہتھیار ڈالنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ زلمے خلیل زاد کو چاہیے وہ اس مطالبے کے بجائے امریکا کو انخلا پر رضامند کریں۔'

ذبیح اللہ مجاہد نے 9 مئی کو ایک اعلامیہ جاری کیا کہ 'قطر میں فریقین کے درمیان مذاکرات کا چھٹا دور ختم ہوگیا ہے۔' انہوں نے امید ظاہر کی کہ امریکی فوج کے انخلا اور افغان سرزمین کسی کے خلاف استعمال نہ ہونے جیسے اہم معاملات پر پیش رفت ہوئی ہے۔

یہ مذاکراتی عمل کس طرف جا رہا ہے؟ یہ اتنا سست رفتار کیوں ہے؟ جب کہ عوام امن کے لیے تڑپ بے تاب ہیں۔ اس حوالے سے حقائق یہ ہیں کہ مذاکرات خفیہ طریقے سے ہو رہے ہیں۔ اس لیے کسی کو کچھ پتا نہیں ہے۔ میڈیا کے ذریعے صرف یہ پتا چلتا ہے کہ مذاکرات شروع ہو گئے اور ختم ہوگئے۔ مذاکرات بہت طویل ہیں، لیکن ان میں پیش رفت بہت کم ہوتی ہے۔ اس کے کچھ عوامل ہو سکتے ہیں۔

1۔ طالبان جس طرح جنگ کے میدان میں پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اسی طرح انہوں نے سیاسی میدان میں بھی عالمی برادری پر واضح کر دیا ہے کہ وہ اپنے موقف سے ہر گز دستبردار نہیں ہوں گے۔ جب کہ امریکا ایسا بہانہ تلاش کر رہا ہے، جس کے ذریعے دنیا اس کو شکست خوردہ امریکا نہ کہے۔ یہی وجہ ہے مذاکرات طویل ہو رہے ہیں۔

2۔ طالبان اور امریکا کے درمیان مذاکرات حاکم اور محکوم کے درمیان جیسے نہیں ہیں، جس میں طاقت ور کی بات ماننا پڑتی ہے۔ امریکا اور کابل انتظامیہ کے درمیان ہونے والے سکیورٹی معاہدے میں صرف وہ نکات درج تھے، جو امریکی حکام نے لکھے تھے۔ انہوں نے کابل انتظامیہ کو اتنا موقع بھی نہیں دیا کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔ البتہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کی نوعیت مختلف ہے۔ ہر نکتے پر طویل بحث ہوتی ہے۔ اس لیے پیش رفت بھی سست روی کا شکار ہے۔

3۔ چوں کہ طالبان ایک جانب اسلامی اقدار اور قومی مفادات کو مد نظر رکھ کر فیصلے کرتے ہیں اور دوسری جانب امریکا اور بین الاقوامی برادری کے غیر شرعی اصولوں سے تصادم سے بچنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے لیے درمیانی راستہ ڈھونڈنا پڑے گا، جو آسان کام ہے اور نہ ہی بہت جلدی میں یہ ممکن ہے۔

4۔ مذاکراتی ٹیم کے ارکان جتنے بھی بااختیار ہیں، وہ پھر بھی اس بارے مجبور ہیں کہ اپنی قیادت سے مذاکرات کی پیش رفت اور چیلنجز کے بارے میں مشاورت کریں۔ اس سے ہدایات حاصل کریں۔

5۔ اس کے علاوہ مذاکرات میں ایسے نکات بھی زیرِ بحث ہیں، جو فریقین کے لیے ہر گز قابل قبول نہیں ہیں۔ مثلاً طالبان نے مذاکراتی مسودے میں دہشت گرد یا دہشت گردی کے الفاظ لکھنے سے انکار کر دیا۔ البتہ 'گروپ' کا لفظ لکھا جا سکتا ہے اور اس کے بارے اسلامی اصولوں کے مطابق موقف کا اعلان کیا جا سکتا

ہے۔ طالبان کا کہنا ہے وہ مسودے میں درج کیے جانے والے الفاظ بارے امریکا کی خودساختہ تعبیرات قبول نہیں کریں گے۔

6۔ طالبان مسودے میں ایسے نکات شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مستقبل میں بھی امریکی مداخلت کا راستہ روکا جا سکے۔ طالبان کے ایک ذریعے نے کہا کہ 'مسودے میں ایسی عبارت شامل کرنے کے لیے امریکا کو قائل کرنے میں کافی وقت صرف ہوا۔'

7۔ چوں کہ طالبان اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اس نظام کی شکل اور تعبیر کیا ہوگی؟ یہ بھی وہ معاملہ تھا، جس پر کافی زیادہ بحث ہوئی۔

8۔ معاہدے میں سختی سے یہ بات شامل کی گئی ہے کہ امریکا کے تمام اتحادی مذاکراتی مسودے کے پابند بنائے جائیں گے۔ طالبان ذرائع کے مطابق یہ امریکا کے لیے بڑا معاملہ تھا۔ اس پر امریکا نے طویل عرصہ گزارا ہے۔ وہ بھی مجبور تھا کہ اپنے تمام اتحادیوں کو اعتماد میں لے کر ایسا فیصلہ کرے۔ اس مقصد کے لیے امریکا نے بہت سے اتحادیوں کے دروازوں پر دستک دی ہے۔

9۔ باخبر ذرائع کے مطابق سب سے اہم بات امارت اسلامیہ کا نام تھا، جو امریکا کے لیے زہر قاتل تھا۔ یعنی امریکا چاہتا تھا کہ مسودے میں 'امارت اسلامیہ' کے لفظ کے بجائے 'طالبان تحریک' کی تعبیر اختیار کی جائے۔ آخر کار طالبان کی شدید ناراضگی کی وجہ سے امریکا نے 'امارت اسلامیہ' تعبیر کے استعمال کا زہریلا گھونٹ پی لیا۔

10۔ مجموعی طور پر ایک قانونی دستاویز اور جامع مسودے کی تیاری، اسے عملاً نافذ کرنا اور اس پر مد مقابل کے ساتھ ہونے والی بحث جیسے معاملات سے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ چند دن یا ہفتوں کا کام نہیں ہے۔

مبصرین کہتے ہیں مذاکراتی عمل میں ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ امریکا مذاکرات کے ساتھ ایک غیر اعلانیہ پالیسی پر بھی عمل پیرا ہے۔ امریکا نے شدید وحشیانہ حملوں، چھاپوں اور ظلم کا سلسلہ تیز کر دیا ہے۔ تاکہ طالبان پر دباؤ بڑھایا جاسکے۔ مبصرین کا کہنا ہے یہ پالیسی اس لیے ناکام ثابت ہوگی کہ اس سے پہلے ٹرمپ نے نئی جنگی حکمت عملی کے تحت ایک فریم ورک مقرر کیا تھا۔ ٹرمپ کی وہ پالیسی بھی ناکام رہی۔ اس پالیسی کا طالبان پر کوئی منفی اثر مرتب نہیں ہوا۔ اس کے برعکس اس ظلم کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر امریکا کو دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر جانب سے اس کی مخالفت کی گئی۔ رد عمل کے طور پر جہادی کارروائیوں میں تیزی آئی۔ مجاہدین کو عوام کی مزید حمایت حاصل ہوئی۔ اس لیے امریکا مجبور ہوا کہ وہ بنیادی مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرے۔ کیوں کہ غیر ضروری طور پر فوجی دباؤ اور بڑے پیمانے پر اخراجات مزید برداشت کرنا امریکا کے مفاد میں نہیں ہے۔ طویل مذاکرات سے امریکا کے ماتھے پر یہ بھی ایک داغ ہے کہ وہ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے طالبان جیسے کمزور فریق کے ساتھ مذاکرات پر مجبور ہے۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امریکا ظلم اور دہشت کی پالیسی ترک کرے گا۔ وہ مذاکرات کے ساتھ ضمناً اس پالیسی پر عمل پیرا تھا۔ امریکا کی یہ پالیسی مذاکرات کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اسی وجہ سے مذاکرات کے چھٹے مرحلے کے اختتام کے بعد فریقین نے مذاکرات میں پیش رفت کے حوالے سے امید ظاہر کی ہے۔ اگرچہ عوام میں بے چینی اور غیر یقینی صورت حال برقرار ہے۔

دنیا جنگی اخلاقیات طالبان سے سیکھے

خالد افغان

گزشتہ کئی ہفتے افغانستان کے شمال مغربی صوبہ بادغیس زبردست معرکوں کا میدان بنا رہا۔ طالبان نے اس صوبہ کا نہایت اہم ضلع بالامرغاب ضلعی ہیڈکوارٹر سمیت فتح کرلیا۔ اس میں بہترین سڑکیں ترکمانستان کے ساتھ متصل ہیں۔ اس جنگ میں سیکڑوں افغان فوجی بھی طالبان نے زندہ پکڑ لیے۔ جب کہ کچھ فوجی ترکمانستان بھاگ گئے۔ موسم گرم ہونے کے ساتھ ساتھ میدان جنگ بھی گرم ہو چکا ہے۔ افغان حکومت نے الخالد، جب کہ طالبان نے الفتح آپریشن کا اعلان کیا ہے۔ دوسری طرف امریکی اور افغان فوج نے پہلے سے کئی گنا زیادہ ظلم و درندگی میں اضافہ کر کے بمباریوں، چھاپوں اور قتل عام کا نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ہلمند میں گھروں سے باعزت خواتین کو گرفتار کر کے وحشت و سربریت کے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جنگ کے ان گرم لمحات میں بھی طالبان نے نہایت اعلی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے 13 اپریل کو ان 128 قیدیوں رہا کر دیا، جنہیں کچھ عرصہ قبل صوبہ بادغیس میں گرفتار کیا گیا تھا۔

طالبان کی طرف سے جنگی قیدیوں کی رہائی کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تاریخ میں ڈھونڈھنے سے ایسی بہت کم مثالیں ملیں گی کہ میدان جنگ سے دشمنوں کو پکڑ کر دو تین دن بعد نقدی تعاون دے کر رہا کیا گیا ہو۔ یوں تو امریکا اور افغان حکومت بھی قیدیوں کو رہا کر رہی ہے۔ البتہ بگرام اور پل چرخی جیسے جیلوں میں قیدیوں پر بے پناہ ظلم کیا جاتا ہے۔ قیدیوں جسمانی اور دماغی طور پر معذور کرنے کے مختلف انجکشن لگائے جاتے ہیں۔ ان کے رگوں کو خشک کرنے کی ادویات استعمال کرائی جاتی ہیں۔ جب قیدی معذور یا مرنے کے قریب ہو جاتا ہے تو اسے رہا کر کے نیک نامی سمیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میدان جنگ میں امریکی فوج نے کسی مجاہد کو قید کر کے دو تین دن بعد اسے کرایہ دے کر رہا کیا ہو۔

صوبہ بادغیس سے پکڑے گئے 128 جنگی قیدیوں کی رہائی یہ ثابت کر رہی ہے کہ بین الاقوامی میڈیا نے طالبان کی غلط تصویر کشی کی ہے۔ طالبان انسان دوستی اور رحم دلی جیسی اعلی صفات کے حامل ہیں۔ گزشتہ پچیس سال سے مغربی میڈیا مسلسل پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ طالبان دہشت گرد، شدت پسند اور انتہا پسند ہیں۔ وہ بنیادی انسانی حقوق پامال کر کے بے گناہ انسانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ اس نوع کے کئی سارے پروپیگنڈے کیے جاتے ہیں۔

طالبان نے جنگی قیدیوں کو اتنی جلدی اور عزت کے ساتھ رہا کر کے ثابت کیا ہے کہ مغربی میڈیا کے پروپیگنڈوں کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر طالبان جنگی قیدیوں کے ساتھ اس قدر نرمی کا معاملہ کرتے ہیں تو اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ وہ عام شہریوں، بوڑھوں، بچوں اور خواتین کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ کر رہے ہوں گے۔

طالبان نے اس عمل سے ثابت کیا ہے کہ وہ اعلی اخلاق کے مالک اور انسانی احترام میں نہایت سنجیدہ ہیں۔ طالبان کی انسان دوستی لسانی اور نسلی بنیادوں پر نہیں ہے۔ یہ انسان دوستی محض کنونشن اور کاغذی کارروائیوں تک محدود نہیں ہے۔ طالبان عملاً ثابت کر رہے ہیں کہ وہ انسانیت کے احترام میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

دنیا طالبان سے انسانیت کا احترام اور جنگی اخلاق سیکھے۔ وہ طالبان کے ان قیدیوں کو رہا کرے، جو کئی سالوں سے پل چرخی اور بگرام جیلوں میں قید ہیں۔ ان کے خاندان ان کی جدائی کے غم سے نڈھال ہیں۔

آزادی اظہار رائے

معین احمد معین

اللہ تعالی کی طرف سے انسان کے لیے حریت اور آزادی ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کو زندگی کی نعمت دی اور اس کے ساتھ اس کو فکری آزادی اور اظہار و بیان کی آزادی بھی دی ہے۔ اسلام ہر انسان کے بنیادی حق کا قائل ہے۔ اسی طرح انسان کی فکری اور رائے کی آزادی کا بھی قائل ہے۔ اسلام میں فکری آزادی کے بارے میں اللہ تعالی قرآن پاک کے سورۃ البقرہ میں فرمایا ہے:

لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

دین میں کچھ زبردستی نہیں ہے۔ بے شک نیک راہ گمراہی سے خوب جدا ہو گئی ہے۔

آج کی جدید دنیا میں آزادی اظہار رائے کا نام سب سے پہلے پیرس میں 10 دسمبر 1948ء کو انسانی حقوق کے کمیشن نے اپنے اعلامیے کی 19 ویں شق میں آزادی اظہار رائے کو بنیادی حق کے طور پر ذکر کر کے محفوظ کیا۔ اس پر آج کی دنیا کو فخر ہے۔ اس پر عمل کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسلام کے پہلے زریں دور میں اس کا عملی نفاذ دیکھنے کو ملتا ہے۔ اسلامی فقہ میں اس کی پوری خصوصیات واضح کی گئی ہیں۔ قرآنی آیات، احادیث نبوی اور چاروں ائمہ مجتہدین کے ارشادات میں آزادی اظہار رائے کی مکمل تفصیل موجود ہے۔

اظہار رائے کی آزادی کے بارے میں امارت اسلامیہ کا موقف واضح ہے۔ چوں کہ افغانستان میں 99 فیصد مسلمان آباد ہیں۔ اس لیے انہیں بھی اسلامی حدود کے دائرے میں اظہار رائے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ امارت اسلامیہ نے ہمیشہ اپنے شہریوں کے دیگر حقوق کی طرح اظہار رائے کی آزادی کے حق کا بھی ہر فورم پر دفاع کیا ہے۔ امارت اسلامیہ نے اپنے دور حکومت میں بھی اور اب بھی اظہار رائے کی آزادی کو شرعی اصولوں کی حدود میں مکمل اجازت دی ہے۔ افغانستان ایک اسلامی ملک ہے۔ عوام کی اکثریت مذہبی اور دین دار ہے۔ وہ اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اسلامی احکام کی ترویج اور تنفیذ چاہتے ہیں۔ انہوں نے اس کے لیے بیش بہا قربانیاں بھی دی ہیں۔

جس طرح امارت اسلامیہ شرعی حدود میں اظہار رائے کی آزادی کی قائل ہے، وہ اسی طرح نشریاتی آزادی کے بہانے ہر قسم کی بے راہ روی، منکرات اور اسلامی سماج کے خلاف کوششوں کی بھی مخالف بھی ہے۔ یہ بے راہ روی سیاسی میدان میں ہو یا نشریاتی میدان میں، بہر حال اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لاقانونیت، بے راہ روی اور فحاشی کا جو طوفان میڈیا نے برپا کیا ہے، یہ ہمارے سماج کے لیے ایک ناسور بن چکا ہے۔

ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان منکرات کا راستہ روکے۔ ایسے تمام عوامل سے خود بھی بچے اور اپنے سماج کو بھی محفوظ رکھے، جو دنیاوی اور اخروی دونوں زندگیوں کے لیے نقصان دہ ہوں۔

اشرف غنی کا نمائشی جرگہ

شاہد غزنیوال

اشرف غنی کی فرمائش پر کابل میں لویہ جرگہ کا انعقاد کیا گیا۔ جرگے کے انعقاد کے لیے کابل کے مرکزی علاقے مکمل طور پر آمد ورفت کے لیے بند کر دیے گئے۔ یہاں زندگی کے تمام معاملات، تعلیمی، تجارتی اور صحت کے مراکز بند رہے۔ حتی کہ جرگے کے انعقاد سے ایک دن قبل ہی راستوں کی بندش کی وجہ سے ایک بچہ ہسپتال نہ پہنچنے کی وجہ سے دم توڑ گیا۔ دوسری جانب افغانستان کے بزنس اینڈ مینوفیکچرنگ سیکٹر نے ایک بیان میں کہا کہ جرگے کی وجہ سے دو دن تک کابل شہر کی بندش سے انہیں لاکھوں ڈالرز کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس سیکٹر کے ترجمان توفیق داوری نے میڈیا کو بتایا کہ اگر جرگہ افغانستان میں قیام امن کے لیے منعقد کیا گیا تو ہم اس بہت بہتر ہیں۔ اس قسم کے معاملات کے دوران لوگوں کا اشیائے ضروریہ تک رسائی ممکن بنانا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

توفیق داوری نے بتایا کہ جرگے کی سکیورٹی کے سبب 2000 سے زیادہ سامان سے لدی گاڑیاں کابل کے داخلی دروازوں پر روک لی گئی۔ انہیں شہر میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ جرگے کے افتتاح کے موقع پر ہال کے اندر بھی سکیورٹی اہل کار مسلح گھومتے رہے۔ اشرف غنی کے افتتاحیہ خطاب کے دوران ایک شخص نے اشرف غنی کو امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا۔ ہال میں ان کی آواز گونجنے لگی تو مسلح اہل کاروں نے مذکورہ شخص کو دھکے دے کر ہال سے نکال دیا۔ اسی طرح جب ایک خاتون نے سیاف کے خطاب پر تنقید کی تو مسلح اہل کاروں نے پہلے خاتون پر تشدد کیا اور پھر اسلحے کے زور پر ہال سے نکال دیا۔

اشرف غنی نے خطاب کے بعد جرگے کے لیے سیاف کو صدر، جب کہ چار افراد کو ان کے معاون کے طور پر منتخب کیا۔ یہ چاروں موجودہ کٹھ پتلی حکومت ہی کے مختلف عہدوں پر براجمان اہل کار ہیں۔ جن میں فضل ہادی مسلم یار پارلیمانی جرگے کے صدر، حبیب اللہ سرابی امن کمیٹی کی رکن، عبدالرؤف انعامی رکن پارلیمنٹ اور عبدالرؤف ابراہیمی اسپیکر پارلیمنٹ ہیں۔ ان میں ابراہیمی اور مسلم یار تنظیمی لحاظ سے سیاف سے وابستہ افراد ہیں۔ جرگے کے شرکاء نے ان چاروں افراد کو معاونین کے طور پر مسترد کر دیا، جس کی وجہ سے جرگے کا پہلا دن شرکا کے درمیان اختلافات کی نذر ہو گیا۔

یہ تمام حالات جرگے کے پہلے دن کے ہیں، جو میڈیا پر آئے۔ جو واقعات میڈیا میں نہیں آئے، یعنی کہ شرکاء کو کس حد تک آزادانہ رائے دینے کی اجازت ملی، اس کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

کیا اس قسم کے خوف اور اختلاف سے بھرپور فضا میں جرگے کے شرکا افغانستان میں امن کے لیے اپنی دلی رائے دے سکتے ہیں؟ جہاں جرگے کی تمام تر ذمہ داریاں اور صدارت پہلے ہی سے حکومت کے حمایتی افراد کے سپرد کی گئی ہوں، شرکا کی تنقید انہیں ہال سے نکالنے کی وجہ بنے، جرگے کی جگہ کو پانچ سو میٹر تک بکتر بند ٹینکوں کے ذریعے محاصرے میں رکھا گیا ہو، جرگے کی سکیورٹی کی خاطر کابل شہر کو بند کر دیا گیا ہو، جرگے کی وجہ سے لاکھوں طلبا تعلیمی ادارے بند ہونے کی وجہ سے ہاسٹلز اور گھروں میں محصور ہو گئے ہوں، جرگے کی خاطر لوگوں کا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گیا ہو، کیا اس قسم کا جرگہ افغان قوم کے لیے امن کا پیغام لائے گا؟

سوال یہ ہے کیا اس قسم کی فضا میں جرگے کے شرکا اپنا مافی الضمیر کھل کر بیان کر سکیں گے؟ جرگے کی صدارت پہلے ہی سیاف کے لیے طے کر دی گئی تھی۔ شرکا کی اکثریت اشرف غنی کی فرمائش پر آئی تھی۔ وہ سب اشرف غنی کی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ اس جرگے کو لویہ جرگہ کا نام دینا جرگے کی توہین ہے۔ یہ جرگہ اشرف غنی کا اپنا اقتدار بچانے اور اپنی مدت بڑھانے کے لیے ایک بچگانہ اقدام تھا۔ اسے افغانستان میں قیام امن کے لیے منعقدہ جرگے کا نام نہ دیا جائے۔

اشرف غنی خود کو واضح کریں

محمد قاسم

اشرف غنی نے خواتین کے عالمی دن کی مناسبت سے صدارتی محل میں ہونے والی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طالبان اور پاکستان کے درمیان تعلقات واضح ہونے چاہییں۔ اشرف غنی نے اچھی بحث چھیڑ دی ہے۔ کیوں کہ کسی بھی حکومت یا تنظیم کے لیے مختلف ممالک اور تنظیموں سے تعلقات جتنے شفاف ہوں گے، لوگوں کے ذہنوں میں اس تنظیم اور ملک کے بارے میں شکوک و شبہات جنم نہیں لیں گے۔

بات یہ ہے کہ سب سے پہلے خود کو افغانستان کا صدر کہنے والے اشرف غنی بھی اپنے بارے میں امریکا کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کریں۔ کیا وہ خود افغان ہیں یا امریکی شہری؟ اشرف غنی نے اپنی 69 سالہ زندگی کے اکثر ایام امریکا میں گزارے ہیں۔ وہ افغانستان میں پیدا ہوئے، لیکن بچپن ہی میں 'AFS' پروگرام کے تحت امریکا چلے گئے۔ انہوں نے اپنی کالج تک کی ابتدائی تعلیم وہاں حاصل کی۔ بعد ازاں میں کابل یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ یہاں صرف چھ ماہ ہی رہے۔ اشرف غنی نے اپنا مکمل تعلیمی مرحلہ بیروت میں امریکی یونی ورسٹی سے مکمل کیا۔ وہاں گریجویشن کی سند حاصل کی۔ پھر انہوں نے کولمبیا یونی ورسٹی سے بین الاقوامی تعلقات میں ماسٹر کیا۔ اشرف غنی نے تعلیم مکمل ہونے کے بعد اپنی تمام عمر امریکا میں ہی گزاری۔ انہوں نے ایک لبنانی نژاد امریکی عیسائی خاتون سے شادی کی۔ انہوں نے امریکی شہریت حاصل کی اور اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکا کے اہم اداروں میں ملازمت کی، جس میں ورلڈ بینک بھی شامل ہے۔

انہیں صرف اس وقت افغان قوم نے دیکھا، جب افغانستان نے امریکا پر جارحیت کی۔ امریکا نے دوہری شہریت رکھنے والے افراد کو افغان قوم پر مسلط کیا۔ اشرف غنی کو ماضی میں امریکا میں جتنی شہرت حاصل تھی، افغانستان میں اُس وقت ان کے نام سے بھی کوئی واقف نہیں تھا۔ اشرف غنی خاندان کے تمام افراد امریکی شہریت کے حامل ہیں۔ اشرف غنی اپنی مادری زبان پشتو سے زیادہ انگریزی پر دسترس رکھتے ہیں۔ پشتو بولتے ہوئے ہمیشہ غلطیوں کے شکار رہتے ہیں۔ البتہ وہ انگلش فر فر بولتے ہیں۔ اشرف غنی پشتو کی املا و انشاء سے بھی واقف نہیں ہیں، یہی وجہ ہے آج تک ان کی کوئی پشتو تحریر سامنے نہیں آئی۔ حالانکہ پشتو میں ان کے نام سے ایک کتاب شائع ہو چکی ہے، جو ان کے ساتھ کام کرنے والے صحافیوں کی ہے۔ ان کے انگریزی زبان میں کئی مقالے شائع ہو چکے ہیں۔ حتیٰ کہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔

اشرف غنی اسلام کی عبادات سے اتنے ناواقف ہیں کہ دعا کے دوران ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہے۔ رکوع سے پہلے سجدہ میں چلے جانے کے علاوہ بہت سی ایسی غلطیوں کا شکار ہوئے ہیں، جو کسی بھی بڑے منصب والے شخص کے لیے زیبا نہیں ہیں۔ دین سے دور ہونے کی وجہ سے وہ امریکا کے اتنے چہیتے ہیں کہ 2009ء میں انتخابی مہم کے دوران امریکا کے خصوصی نمائندے ہالبروک نے ان کی کامیابی کے لیے بھرپور بھاگ دوڑ کی۔ کیوں کہ اشرف غنی کی صدارت امریکا کی مجبوری تھی۔ امریکی حکومت کے بہت سے اعلی عہدے دار اشرف غنی کی طرح دوسرے ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ امریکا میں تعلیم حاصل کرنے اور شہریت حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن سے زیادہ امریکا کے وفادار ہیں۔

اشرف غنی کی طرح امریکا کے سابق وزیر خارجہ جرمن نژاد تھے۔ کلنٹن کے دور حکومت کی وزیر خارجہ ماڈلین البرائٹ کا تعلق چیکوسلواکیا سے تھا۔ جیمی کارٹر حکومت کے دوران وہائٹ ہاؤس کے مشیر کا تعلق پولینڈ سے تھا۔ اسی طرح امریکا کے دوسرے اعلیٰ عہدے داروں کا تعلق بھی دوسرے ممالک سے ہے۔ جس کی واضح مثال زلمے خلیل زاد ہیں۔ زلمے خلیل زاد کا تعلق افغانستان کے صوبے لغمان سے ہے۔ وہ امریکی حکومت میں اعلی عہدے پر براجمان ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف نسب، رشتے یا افغان نژاد ہونا اشرف غنی کے افغان ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اصل بات فکری تعلق، ملک سے وفاداری اور قومی مفاد ہے۔ اگر اشرف غنی کے کردار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا موصوف افغانستان کے بجائے امریکی مفادات کے لیے زیادہ متحرک رہتے ہیں۔ افغان کے بجائے امریکی قوم سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آئے روز مظلوم افغان عوام پر بمباریاں کی جاتی ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا، جس میں امریکی اور افغان فورسز کی وجہ سے افغان قوم درجنوں لاشیں نہ اٹھا رہے ہوں۔ اشرف غنی نے آج تک کسی افغان شہری کی موت کی لفظی مذمت یا تعزیت نہیں کی۔ دوسری جانب اگر امریکا کے کسی نائٹ کلب میں کسی شرابی کی فائرنگ سے چند امریکی ہلاک ہوں یا افغانستان میں کوئی امریکی فوجی مارا جائے تو سب سے پہلے اشرف غنی ان پر آنسو بہاتے ہیں۔ پہلی فرصت میں امریکی قوم کے نام اپنا تعزیتی پیغام بھیجتے ہیں۔

ان حقائق کو دیکھتے ہوئے اشرف غنی کو چاہیے وہ دوسروں کے تعلقات بارے سوال کرنے سے پہلے اپنا کردار واضح کریں۔ اشرف غنی کی کارکردگی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف نام کے افغان ہیں۔ ان کی فکر، نظر اور وفاداری امریکا کے ساتھ ہے۔

روس کی جارحیت کا دن

عابد مجاہد

اکتالیس سال قبل کمیونسٹ فکر کے تربیت یافتہ لوگوں 27 اپریل 1978 کو خون بہانے کا جو سلسلہ شروع کیا تھا، وہ اب تک جاری ہے۔ بہت سی باتوں میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی قوم کی مادی ترقی اس قوم کے عقیدے کے ساتھ منسلک ہوتی ہے۔ افغانستان میں مارکسزم، سوشل ازم یا اشتراکیت کے حامیوں نے جیلیں بھر دیں۔ لاکھوں انسانوں کو مٹی تلے دبا دیا۔ صرف اس لیے کہ وہ افغانستان کو ایک ترقی یافتہ ملک بنانے کے چکر میں تھے۔ وہ اسے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کرنا چاہ رہے تھے۔ اسی لیے 'رجعت پسند' قوم کا خاتمہ کیا گیا، تاکہ ترقی کا راستہ نہ رُکے اور افغانستان ایک کمیونسٹ ملک کی حیثیت سے سامنے آئے۔

اگر سرمایہ داریت اور لبرل ازم کے حامی انسانی حقوق کے دعوے دار اس قوم پر کلسٹر بم گرا رہے ہیں اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے اسے نشانہ بنا رہے ہیں، دنیا بھر کے جزیروں میں بنائی ہوئی جیلیں ان سے بھر رہے ہیں تو وہ صرف اسی لیے کہ یہ لوگ اپنا عقیدہ چھوڑ دیں۔ آزادی اور جمہوریت کو قبول کر لیں۔ تاکہ انہیں ترقی ملے اور ایک ترقی یافتہ قوم کی طرح دنیا میں ابھریں۔ اگر وہ کسی دوسرے فساد میں مارے جاتے ہیں اور ان کا ملک کھنڈر بنتا ہے تو اس کے لیے بھی ایک ہی توجیہ تلاش کی گئی ہے۔ روس نے اپنے خیال میں بنائی گئی ترقی کے لیے ہی افغان قوم کو مارا۔ جلاوطن کیا گیا۔ تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ افغانستان کے تمام تر شر و فساد اور بدامنی کی جڑ تلاش کی جائے تو وہ 27 اپریل کا دن ہے، جب روس یہاں آ دھمکا تھا۔ یہاں جب بھی کسی بیرونی قاتل نے مظلوم افغانوں پر ہاتھ اٹھایا تو یہی کہہ کر کہ ان کی موت سے یہاں ترقی آئے گی۔

ہر سال 27 اپریل کو افغانستان میں روسی مداخلت کے حوالے سے مذمتی کالم اور تجزیے شائع ہوتے ہیں۔ جب کہ 28 اپریل کو افغان عوام نے روس کے خلاف اسلامی انقلاب کی بنیاد رکھی اور جہاد شروع کر دیا گیا۔ افغانستان میں 28 اپریل کو آزادی و خودمختاری کے لیے روسی مداخلت کے خلاف جدوجہد کے نام پر یاد کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ موجودہ رہنماؤں کی نااہلی کی وجہ سے یہ دن بھی روشن دن نہیں رہا۔ انہوں نے اپنی نااہلی اور خود غرضی کے سیاہ کرتوت کی وجہ سے ان دن کو فراموش کر دیا ہے۔ اب لوگ ان دونوں دنوں کو ایک ہی قرار دیتے ہیں۔

اکتالیس برس بعد ایک بار پھر مغربی جارحیت کے خلاف آزادی و خودمختاری کے دو عشروں کی مزاحمت اور جہاد کامیابی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ امریکا کا استعماری نظریہ بھی افغان مجاہد عوام کے مقابلے میں شکست کھا چکا ہے۔ امریکا بھی سوویت یونین کی طرح انخلا کے لیے عزت کا راستہ تلاش کر رہا ہے۔ جس طرح سوویت یونین کے انخلا پر اس کے وفادار افغان کٹھ پتلی پریشان، گھبرائے ہوئے اور سراسیمگی کا شکار تھے، آج مغربی جمہوریت کی یہ ذریت امریکی انخلا کے حوالے سے پریشان اور گھبرائی ہوئی ہے۔ البتہ اس بار جو بات اطمینان دلاتی اور ہمارے جہاد کو کامیابی کی سرحد پر ضائع ہونے سے بچاتی ہے، وہ یہ کہ مغربی قوتوں کے خلاف جہاد کی قیادت امارت اسلامیہ کی صورت میں مکمل محفوظ ہے۔ امید ہے روسی انخلا کے بعد کی خانہ جنگی جیسے حالات پیدا نہیں ہوں گے۔ ان شاء اللہ

اشرف غنی کا پانچ سالہ ناکام دور

جمیل باور

21 اپریل کو کابل انتظامیہ کی سپریم کورٹ نے نئے صدر کے انتخاب تک اشرف غنی کی مدت صدارت میں توسیع کا اعلان کیا۔ سیاسی جماعتوں، مستقبل کے انتخابات میں صدر کی کرسی کے لیے امیدواروں اور کئی مبصرین نے اس کی مذمت کی۔ آج سے پانچ سال قبل افغان قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے اسی طرح انتخابات ہوئے، جس میں جان کیری کی خواہش کے مطابق اشرف غنی کو صدر منتخب کیا گیا۔ جمعیتِ اسلامی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے والے ڈاکٹر عبداللہ کو استاد عطاء کی مسلح ملیشیا کی حمایت بھی حاصل تھی۔ انہوں نے الیکشن کمیشن کے فیصلے کو چیلنج کیا اور اشرف غنی کے مقابلے میں ایک متوازی حکومت کے قیام کا اعلان کیا۔

چند ہفتے حالات کشیدہ رہے، جس کے بعد تب کے امریکی وزیر خارجہ جان کیری نے کابل کے پے در پے کئی دورے کیے اور اس مسئلے کے حل کے لیے کوششیں کیں۔ بالآخر افغانستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتے ہوئے صدارت دونوں امیدواروں میں یکساں تقسیم کر دی گئی۔ یہ فیصلہ افغان تاریخ کے دامن پر ایک سیاہ داغ ثابت ہوا۔ جس کے نتیجے میں ایک کمزور اور ناتواں حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جو کئی سال تک اپنی کابینہ تشکیل نہ دے سکی۔ ان کے وزراء آج تک صرف نام کے وزیر اور مشیر ہیں۔

دونوں امیدواروں کے درمیان اختیارات کی تقسیم پر سیاسی اختلافات روز کا معمول بن گئے ہیں۔ وزیر کا انتخاب یا معطلی تو دور کی بات، نام نہاد صدر اتنے بے اختیار ہیں کہ ایک صوبے کے گورنر اور پولیس چیف تک کو اپنی صواب دید سے مقرر نہیں کر سکتے۔ جس کی واضح مثال بلخ کے گورنر عطاء محمد نور کو منصب سے ہٹانے پر دونوں گروہوں کے درمیان پیدا ہونے والی کشید گی تھی۔ حامد کرزئی کے دور میں امریکا کے ساتھ سکیورٹی معاہدے پر دستخط سے پیدا ہونے والے تنازع کے بعد امریکا کی خواہش تھی کہ افغانستان میں حامد کرزئی سے بھی کئی گنا کمزور، بے صلاحیت اور امریکا کی ہاں میں ہاں ملانے والی ایک فرماں بردار غلام حکومت قائم کی جائے، نتیجۃً اشرف غنی اور ڈاکٹر عبداللہ سامنے لائے گئے۔ جو حکومت ایک گورنر تک کو معزول کرنے پر قادر نہیں، وہ افغانستان کے قومی مفادات کا دفاع اور تحفظ کیسے کرے گی؟

اس کمزور حکومت کے پانچ سالہ دور میں افغانستان ایک بحران کی طرف دھکیل دیا گیا۔ 60 فیصد تک افغان شہری زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم رہے۔ افغان کرنسی ڈاؤن ہوتی گئی۔ سرمایہ داروں نے اپنا سرمایہ ملک سے باہر منتقل کر لیا۔ روزگار کے مواقع ناپید ہو گئے۔ دنیا اور خطے کی لالچی قوتوں نے افغانستان میں اپنے مفادات کی خاطر مداخلت شروع کر دی۔ جس سے ملک بین الاقوامی اور علاقائی سطح پر بحران کا شکار ہوا۔

ان تمام تر کمزوریوں کے باوجود افغان سپریم کورٹ نے ملکی مفادات کے برخلاف اس حکومت کی مدت میں غیر قانونی طور پر توسیع کا اعلان کیا، لیکن حکومت کی ناکامیاں عدالتی فیصلوں اور چند نمائشی جرگوں سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتیں۔

امریکا کا زوال

حافظ ہجرت

اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ہمیشہ ایسے وقت میں کفار پر غلبہ عطا فرمایا، جہاں مسلمان باطل کے مقابلے میں مادی اور جنگی وسائل کے لحاظ سے کمزور تھے۔ مسلمانوں کی قوت دشمن کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر تھی۔ دسمبر 1979ء کو روس نے افغان مسلمانوں کا خون بہانے کا سلسلہ شروع کیا وہ تو چند سال کے عرصے میں ہی اہل حق کے ہاتھوں ایسی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا کہ روس کے ٹکڑے ہوگئے۔ افغانستان سمیت کئی دوسری مسلم ریاستیں بھی روس کے ظلم و جبر سے آزاد ہوگئے۔

2001ء میں امریکا نے درجنوں ممالک کے ساتھ افغانستان سمیت دوسرے اسلامی ممالک پر حملہ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا۔ ہزاروں کو گرفتار کر کے کیوبا، ابو غریب اور بگرام جیل میں قید کیا۔ آبادیوں کو بموں، کروز اور بیلسٹک میزائلوں سے ملیامیٹ کیا۔ مسلمانوں کے قدرتی وسائل اور معدنی ذخائر پر جبری قبضہ کیا۔ انہی معدنیات سے حاصل ہونے والی رقم سے اسلامی ممالک میں جنگ کا بازار گرم کیے رکھا۔ جس سے ہر طرف ظلم و سربریت اور وحشت کی فضا قائم ہوئی۔

بش نے ایک عالمی سطح کی کانفرنس میں واضح طور پر شرکا سے کہا کہ آپ فیصلہ کرو کہ 'اس جنگ میں میرے ساتھ ہو یا دہشت گردوں کے ساتھ؟ یعنی ہمارا ساتھ دیا تو ٹھیک، ورنہ تمہیں بھی دہشت گردوں کے ساتھ نشانہ بنایا جائے۔ گویا تمام شرکا کے لیے ایک پیغام تھا کہ اس جنگ میں کسی نے غیر جانب دار نہیں رہنا۔ یہی وجہ تھی پچاس سے زیادہ بزدل اور امریکا سے خوف زدہ ممالک، جن میں چند نام نہاد اسلامی ممالک بھی شامل تھے، افغانستان پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے اسلامی نظام کا خاتمہ کیا اور منحوس جمہوریت مسلط کردی۔

اگرچہ طالبان امریکا کے سامنے مادی لحاظ سے کمزور اور بے بس تھے۔ چوں کہ وہ اسلام کا دفاع کر رہے تھے، لہذا انہیں اللہ تعالی کی نصرت حاصل رہی۔ نتیجۃً چند سال بعد طالبان کے سربکف لشکر نے اللہ تعالی کی مدد اور نصرت کے طفیل امریکا کو ایسی عبرت ناک شکست دی کہ امریکا کے اسلام خلاف تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔ امریکا نے جو اہداف حاصل کرنے کے لیے کئی سال محنت کی تھی، وہ تمام افغان کہساروں میں فنا ہوگئی۔ امریکا کے غرور کو خاک میں ملتے پوری دنیا نے دیکھا ہے۔ یہود کے آلہ کار اہل صلیب اور اس کے اتحادیوں کو افغان سرزمین میں چند نہتے مجاہدین نے ایسا سبق سکھایا کہ امریکا اب جنگ سے تھک کر مذاکرت کے ذریعے افغانستان سے باحفاظت نکلنے کی بھیک مانگ رہا ہے۔

بے شک اسلام اور کفر کے اس خوں ریز معرکے میں مسلمانوں کا اللہ جل جلالہ پر پختہ یقین، کامل ایمان اور توکل کا نتیجہ تھا کہ کفار نے گھٹنے ٹیک دیے۔ اگر امریکا اور اس اتحادیوں کی فوجی قوت کو دیکھا جائے تو مجاہدین کا مقابلہ دنیاوی اصولوں کے مطابق یقینا پاگل پن ہی کہلائے گا۔ اب امریکا کو عسکری میدان میں ذلت آمیز شکست کے بعد باطل سیاسی میدان میں بھی شکست کا سامنا ہے۔

اگرچہ مکار صلیبی سیاسی میدان میں کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنے مکر و فریب کے ذریعے مسلمانوں کو دھوکہ دیں۔

عسکری میدان کی شکست کا بدلہ یہاں لیں۔ دوسری طرف ہم اپنے رب کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہاں بھی باطل کے تمام فریب اور مکر سے نجات ملے گی۔ اس میدان میں بھی تاریخی ذلت اور رسوائی امریکا کا مقدر ہوگی۔ دنیا جان لے گی کہ حق ہمیشہ غالب اور باطل ہمیشہ مغلوب ہو کر رہتا ہے۔

افغانستان کے چوبیس گھنٹے

جاوید علی خیل

غزنی سے ایک خبر کے مطابق ضلع اندڑ کے علاقے کمال خیل میں امریکی ڈرون نے ایک گاڑی پر فائر کیا، جس کے نتیجے میں دو عام شہری نجیب اللہ اور رفیع اللہ شہید ہوگئے۔ جب کہ گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔ جب کہ دوسری خبر میں بتایا گیا ہے کہ ضلع گیلان کے علاقے 'پردل' میں امریکی اور افغان فوج نے رات 3 بجے تک گاؤں میں قتل و غارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ امریکی اور افغان فوج نے گاؤں کے بہت گھروں کے دروازے بموں سے اڑادیے۔ گھروں کا قیمتی سامان غصب کر کے لے گئے۔ گاؤں کے لوگوں پر تشدد کیا گیا اور جاتے ہوئے اسد اللہ کا نامی ایک معمر شخص کو اپنے ساتھ لے گئے۔

جس طرح افغانستان کے جنوبی علاقوں میں حالات خراب ہیں، اسی طرح شمالی علاقوں میں کشمکش جاری ہے۔ امریکی اور افغان فوجیوں نے صوبہ بلخ کے ضلع نہر شاہی کے علاقے شہرک افغانیہ میں چھاپہ مارا۔ بہت سے گھروں کے دروازے توڑ دیے۔ آدھی رات کو لوگوں کے گھروں میں گھس کر اُن پر تشدد کیا اور گالیاں دیں۔ تلاشی کے نام پر ان کی رقمیں اور قیمتی سامان چوری کر لیا۔ آخر میں تین عام نوجوانوں کو بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ نامعلوم مقام پر لے گئے۔

اسی طرح غزنی میں دشمن فوج کے چھاپے کا ایک اندوہناک واقعہ پیش آیا۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ امریکی فوج نے غزنی کے ضلع واغز کے بازار میں چھاپہ مارا۔ فوج نے ایک ڈاکٹر اور کچھ عام لوگوں کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ خندق بازار کے کچھ گھروں کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ فوجی لوگوں کے گھروں سے قیمتی اشیا بھی چوری کر کے چلے گئے۔

چھاپوں اور مظالم کی خبریں ختم ہونے میں نہیں آ رہیں۔ اسی طرح لوگر کے علاقے ازرہ سے خبر پہنچی کہ اس ضلع کے گاؤں امروت میں مشترکہ فوج حملے میں عوام کے گھروں کے دروازے توڑے گئے اور لوٹ مار کے بعد چار بے گناہ افراد شہید کر دیے گئے۔ دوسری خبر میں بتایا گیا کہ پکتیکا کے ضلع برمل میں لمن بازار کے علاقے میں امریکی اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ فوجی ساری رات عوام کو تنگ کرتے رہے۔ لوگوں کے 8 گھروں کو بموں سے اڑادیا۔ دس عام افراد کو شہید کر دیا اور دو کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

اسی طرح ٹویٹر پر ایک ویڈیو سامنے آئی۔ ایک وسیع علاقے میں آگ بھڑک اٹھی ہے، جس سے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ دھویں کی لائنیں آسمان تک بلند ہو رہی ہیں۔ ویڈیو میں عینی شاہد کہتا ہے کہ یہ آتش زدہ علاقہ صوبہ فراہ کے ضلع بکوا کا علاقہ وددو بازار ہے۔ امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے یہاں چھاپہ مارا ہے۔ لوگوں کے اموال اور املاک کو آگ لگا دی ہے۔ جس سے یہ دھواں اٹھ رہا ہے۔ ویڈیو میں میڈیا پر شائع ہونے والی تصویریں دکھائی گئیں، جن کے مطابق اس بازار میں بہت سی دکانیں، چھوٹی اور بڑی لوڈنگ گاڑیاں اور گندم کاٹنے والے تھریشر جلا دیے گئے۔ لوگوں کو لاکھوں افغانی (افغان کرنسی) کا نقصان پہنچا ہے۔

ایسے غم انگیز حالات میں ایک بار پھر غزنی سے دردناک خبر سامنے آئی ہے۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ امریکی ڈرون طیارے نے نظر والو علاقے کے رہائشی سیف الرحمن نامی ایک معمار کو نشانہ بنا کر شہید کر دیا ہے۔

میڈیا اپنے ناظرین سے بہت جھوٹ بولتا ہے۔ فیس بکی دانشور صدارتی محل کے تنخواہ دار کہیں گے کہ 'اشرف غنی کے دور میں یہ وطن گل زار بن چکا ہے۔ اشرف غنی جیسے مفکر نے افغانستان کو جنت بنادیا ہے۔' لہٰذا میڈیا کے ناظرین کو ہی باخبر رہنا چاہیے کہ ملک کی اصل صورت حال وہی ہے، جو تحریر میں ذکر کر دی گئی ہے۔ یہ تحریر محض چوبیس گھنٹے کے واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ تو محض مشت نمونہ از خروارے ہے، ورنہ افغانستان کے بارے میں شاعر کی وہ بات درست ہے:

یہاں شام ماتم کے سیاہ لباس میں آتی ہے۔ یہاں ہر صبح نے کفن کے طرح اُجلی روشنی اوڑھ رکھی ہے۔

پریشان کابل انتظامیہ

ادریس افغان

کابل انتظامیہ کو اپنی تمام تر نااہلیوں کے باعث اس وقت ایسی شدید مشکلات کا سامنا ہے، جن کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ ایک طرف مجاہدین کے پے در پے حملوں کے باعث داخلی سطح پر سخت دباؤ ہے تو دوسری جانب بیرونی سطح پر امریکا کا اعتماد اٹھ جانے کے باعث مشکلات ہیں۔ کابل انتظامیہ اپنی نااہلی کے سبب مزید تباہی میں دھنستی چلی جا رہی ہے۔ سیاسی و عسکری میدان میں طالبان کی بہترین اور کامیاب حکمت عملی کی بدولت وہ مزید دباؤ میں ہے۔ یہی وجہ ہے ملک کے طول و عرض میں افغان فوجی اپنے افسروں سمیت طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال کر امریکا خلاف جہاد میں شریک ہو رہے ہیں۔ یوں پورا حکومتی ڈھانچہ ہی باہم بداعتمادی کا شکار ہے۔

مجاہدین کے حملوں نے حکومتی ایوانوں میں کھلبلی مچا رکھی ہے۔ کابل کے قریب میدان شہر میں خفیہ اداروں کے مرکز کو نشانہ بنانا، شوراب میں امریکی اڈے پر حملہ، بادغیس اور فاریاب میں حالیہ شدید حملوں نے کٹھ پتلی حکومت کے پاؤں تلے سے زمین نکال دی ہے۔ حکومت کے اندرونی اختلافات اس قدر شدید ہیں کہ اس کے اثرات پورے نظام پر پڑے ہیں۔ دوسری جانب حامد کرزئی کے حمایت یافتہ اور چند جنگجوؤں پر مشتمل اپوزیشن دن رات اس کوشش میں ہے کہ جلد از جلد حکومت گرائی جائے۔ حکومت کے خاتمے کے دن قریب آ گئے تو اشرف غنی نے عدالت سے کچھ مدت کی توسیع کا مطالبہ کیا، جسے پورا کیا گیا۔ اقتدار کے پجاریوں نے اپنے قتدار کو طول دینے کے لیے اسمبلی اجلاس بلا لیا ہے، جس کی اپوزیشن اور شریک اقتدار عبداللہ عبداللہ نے بھی سخت مخالفت کی ہے۔ خود اشرف غنی کے معاون رشید دوستم، کمانڈر عطامحمد نور اور ان کے ہم نوا تو پہلے سے ہی تاک میں ہیں کہ حکومت گر جائے اور وہ اپنے حصے کا کام کر جائیں۔ دوسری جانب کابل انتظامیہ کو امریکا کی طرف سے مدد مل رہی ہے اور نہ ہی افغان فوجی کمانڈر دیانت داری کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔

افغان فوج بجائے عوامی حمایت حاصل کرنے کے بے گناہ مسلمانوں کو نشانہ بناتی آبادیوں کو تہس نہس کر دیتی ہے۔ افغان فوج اس طرز عمل کے بدترین نتائج سے آگاہ نہیں ہے۔ اسے علم نہیں کہ عوام کا قتل عام کتنا بڑا جرم ہے؟ افغان فوج کو جاننا چاہیے کہ جب مجاہدین نیٹو جیسی طاقت کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں تو افغان فوج کی کیا حیثیت ہے؟ امریکا خود اس کٹھ پتلی حکومت سے بہت تنگ ہے۔ وہ اس انتظامیہ کی کسی قسم کی سرپرستی کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ امریکا کی جانب سے امریکا طالبان مذاکرات جیسے اہم ایشو سے بھی اشرف غنی کو لاتعلق رکھا گیا ہے۔

پینٹاگون، وہائٹ ہاؤس، کانگریس اور دیگر ادارے روزانہ اپنے بیانات میں کابل حکومت سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ وہ کابل انتظامیہ پر بے جا مصارف کو اپنی سب سے بڑی غلطی مانتے ہیں۔ افغان انتظامیہ کو اس جیسے بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ کسی ملک کی حکومت خود عوام کے قتل عام میں ملوث ہو، جب حکومت کے تمام ادارے عوام کے کھلے دشمن بن جائیں، جب اس حکومت کے بیرونی آقا خود اس سے منہ موڑ کر طالبان کے ساتھ معاملات طے کرنے شروع کر دے، جب ہمسایہ ممالک بھی اسے نظرانداز کر کے مستقل طور پر طالبان ہی کے ساتھ رابطے بحال کریں تو ایسی حکومت چند دنوں کی ہی مہمان ہو سکتی ہے۔ وہ دن دور نہیں جب یہ حکومت بھی کمیونسٹ حکومت کی طرح ختم ہو کر اپنی موت آپ مر جائے گی۔ اس کے کرتا دھرتاؤں کا انجام بھی ڈاکٹر نجیب اللہ کی طرح ہوگا۔

جہاد ہی واحد حل ہے

حبیب مجاہد

طالبان نے 12 اپریل کو نئے موسم بہار کے موقع پر 'الفتح آپریشن' کا اعلان کیا۔ جو لوگ مشروط طور پر طالبان کے سامنے تسلیم ہونے کے خواب دیکھ رہے تھے، ایک طرف یہ اعلان ان کے لیے کسی زلزلے سے کم نہیں ہے، دوسری طرف ان کے نزدیک یہ اعلان مذاکرات کے لیے نقصان دِہ ہے۔

غیر ملکی فوج کے خلاف رواں جہاد گزشتہ چالیس سالوں سے افغانوں کے اس جہادی سلسلے کی کڑی ہے، جو اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ اور کفر و الحاد، لادینیت اور فسق و گمراہی کی بیخ کنی کے لیے شروع کیا گیا تھا۔ کل تک یہی جہاد کمیونسٹ فکر اور بعد ازاں خانہ جنگی کے خلاف جاری تھا۔ آج یہ جہاد انہی گمراہیوں کے نئے ورثن مغربی لبرل ازم، عریاں تہذیب اور اس کے محافظوں کے خلاف جاری ہے۔ نوجوان نسل کو بے دین بنا کر اس کے عقائد کو خراب کرنا ہی مغربی تہذیب کا مقصد ہے۔ اسی فتنے کے سد باب کے لیے جہاد کا راستہ اپنایا گیا ہے۔ تاکہ دینی اقدار اور اسلامی روایات کا تحفظ ممکن بنایا جا سکے۔ اس نصب العین تک پہنچنے کے لیے جنگ اور مذاکرات دونوں کا راستہ اپنایا جاتا ہے۔ جہاں بات چیت غیر مؤثر ہو، وہاں عسکری کارروائی کا کردار مؤثر ہوتا ہے۔ البتہ اس بات کا خیال ضرور رکھا جانا چاہیے کہ اگر مذاکرات کے ذریعے منزل مقصود تک پہنچنا ہو، تب بھی اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق برقرار رکھنا چاہیے۔ اگر میدان کارزار کے ذریعے دشمن پر رعب بٹھانا ہو، تب بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنا برحق مدعا ان سے منواتے ہوئے اتحاد و اتفاق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔

یاد رہنا چاہیے کہ بین الاقوامی دنیا میں اخلاقیات، مروت اور وفا اضافی چیزیں بن گئی ہیں۔ یہ خیال بھول جائیں کہ ہم میدان جنگ میں دشمن کے لیے نرم رویہ اپنائیں گے تو دشمن بھی رعایت کر کے ہماری زمین آزاد کر دے گا۔ تجربات سے ثابت ہے کہ میدان جنگ میں ایسی تمام خیر سگالیاں بے کار رہتی ہیں۔ جوہری معاہدات پر امریکا کے خلاف عراق اور ایران کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ امریکا بجائے یہ کہ اخلاقی اقدار کا لحاظ رکھتے ہوئے اس اتحاد کا خیر مقدم کرتا، اس نے الٹا ایران پر پابندیاں عائد کر کے عراق کو حملوں کا نشانہ بنایا۔

تاجکستان حکومت کے ساتھ اسلام پسندوں کے معاہدات کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے۔ جب تاجکستان کے اسلام پسندوں بات چیت کے ذریعے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر لیا گیا تو وہ دھتکار دیے گئے۔ ان تجربات کی روشنی میں طالبان قیادت اپنی پالیسیاں نہایت احتیاط کے ساتھ بنائے۔ پشتو کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ 'دنیا کسی کمزور اور مجبور کے وجود کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ لہذا جینے کے لیے خنجر بہ کف ہونا لازمی ہے۔'

طالبان کی کامیاب پالیسی ہی کی بدولت آج سپر پاور طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہی ہے۔ دنیا میں طالبان کی نسبت بڑی حجم والی تحریکیں بھی موجود ہیں، لیکن ان کی فوجی قوت نہ ہونے کی وجہ ان کے موقف کو کچھ بھی اہمیت نہیں دی جاتی۔ مصر کی اخوان المسلمین نہایت قدیم تحریک ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی نظام میں بھی کافی گہری جڑیں رکھتی ہے۔ چوں کہ اخوان کے پاس جہادی میدان نہ ہونے کی وجہ سے آج وہ مصری صدر سیسی کے ظلم کا شکار ہے۔ آج دنیا میں اپنے وجود کو باقی رکھنے کے لیے خنجر بہ کف ہونا ضروری ہے۔ ورنہ خالی ہاتھ والے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ طالبان کو بھی مذاکرات کے ساتھ ساتھ میدان جنگ بھی گرم رکھنا چاہیے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر 'الفتح آپریشن کا' اعلان نہایت موزوں وقت پر کیا گیا ہے۔ اسے بڑے پیمانے پر پذیرائی بھی ملی ہے۔ مذاکرات محض ہدف تک رسائی کے لیے آسان اور امکانی کامیابی کے طور پر جاری رکھنے چاہییں۔ جب کہ ایک باطل نظام کی بیخ کنی کے بعد صالح نظام کے قیام کے لیے جہاد ناگزیر عمل ہے۔ اسے بہر حال جاری رہنا چاہیے۔ اسی سے دشمن پر رعب بٹھایا جا سکتا ہے۔ اسی میں اسلامی نظام کے قیام کا راز مضمر ہے۔

عبدالرب رسول سیاف

جعفر عمر طیار

اپریل کی 29 تاریخ کو اشرف غنی کی جانب سے بلایا گیا نمائشی لویہ جرگہ 3200 افراد کی شرکت کے ساتھ شروع ہوا۔ اشرف غنی نے اس جرگے کی صدارت سیاف کے سپرد کردی۔ جب کہ توقع بھی یہی تھی۔افغانستان میں گزشتہ بدنام جرگوں کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس میں بھی سیاف کی طرح درباری، علمائے سو ہی صدارت کرتے نظر آتے ہیں۔ جن کے درباری فتووں سے جرگے کو قانونی اور قومی حیثیت دے کر عوام پر مسلط کیا جاتا ہے۔ گزشتہ جرگے میں صبغت اللہ مجددی جرگے کی صدارت کر رہے تھے۔ جمہوریت پر ایمان لانے والے اس نام نہاد مولوی نے کٹھ پتلی صدر حامد کرزئی کے امریکی معاہدے پر دستخط سے انکار پر فرمایا تھا کہ 'اگر حامد کرزئی اس معاہدے پر دستخط نہیں کرتے تو وہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں گے۔'

جب سے اشرف غنی نے صدارتی محل میں جرگے کے انعقاد کا فیصلہ کیا تھا، اسی دن سے ہی سیاف کو جرگے کی صدارت دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ وہ ملک کے امن کے لیے اپنا فیصلہ سنائیں۔ اشرف غنی اور ان کے ٹیم نے جرگے سمیت دوسری کانفرنسز میں بھی یہی وضاحت کی، جس میں خواتین کو حقوق اور معاشی ترقی سمیت اٹھارہ سال کی کامیابیوں اپنا کارنامہ بتایا۔ ان کامیابیوں میں چند ٹیلی ویژن چینلز کی آزاد خیال خواتین، غصب شدہ لاکھوں ایکڑ کی زمینیں، عوام کے پیسوں سے بنائی گئی کئی منزلہ عمارتیں، بیرونی ملکوں کی سیر، عیاشیاں اور موجودہ جمہوری نظام کا بچاؤ شامل ہیں۔

سیاف افغانستان کی چالیس سالہ جنگ میں مشہور اور جنگوں میں حصہ لینے والے شخص ہیں۔ کابل کے مغربی علاقوں میں سیاف کا جنگوں میں کردار سب سے نمایاں ہے۔ سیاف امریکی جارحیت پسندوں کی مدد سے فرسودہ کٹھ پتلی نظام کا حصہ بن گئے۔ وہ یہاں سے طالبان خلاف مسلسل فتوے جاری کرنے میں نام مشہور ہیں۔ درباری علما نے طالبان کے جہاد خلاف فتووں میں ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ان کی تمام تر کوششیں اس وجہ رنگ نہیں لائیں کہ انہوں نے اٹھارہ سال کے دوران کوئی کام بھی دین کی خاطر نہیں کیا۔ محض دنیا کے حصول کے لیے دینی امور کے خلاف فتوے دیتے رہے۔ ان کی یہ کوششیں مکمل طور پر رائیگاں ثابت ہوئیں۔

سیاف اچھی طرح جانتے ہیں ملک میں حقیقی امن صرف اسلامی نظام کے احیا سے ممکن ہے۔ اسلامی نظام حکومت کا قیام غیر ملکی جارحیت پسندوں کے مکمل انخلا اور فرسودہ جمہوری نظام اور آئین کی موجودگی میں ناممکن ہے۔ سیاف طالبان سے بغض اور عناد کی وجہ سے طالبان کے منصوبوں کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جب کہ طالبان ملک کو امن کی جانب گامزن کرنے میں مصروف ہیں۔ امارت اسلامیہ نے کئی بار میڈیا پر اپنے اعلامیوں میں وضاحت کی ہے کہ 'غیر ملکی فوج کا مکمل انخلا اور موجودہ غیر اسلامی نظام کی جگہ اسلامی نظام کا قیام ہماری اولین ترجیحات میں سے ہے۔ جب کہ کٹھ پتلی انتظامیہ اپنی ناکامیاں چھپانے کے لیے نت نئے حربے استعمال کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

طالبان کی پوزیشن بہت مستحکم ہے۔ وہ اس جیسے معمولی جرگوں کی وجہ سے ہرگز اشرف غنی کو پُرامن راستہ نہیں دے سکتے۔ طالبان افغانستان کے ساتھ غداری نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اپنی مظلوم شہید قوم کا بدلہ لینا ہے۔ اشرف غنی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی راہ کی رکاوٹ غیر ملکیوں کا انخلا اور اسلامی نظام کا قیام ہے۔ اس لیے ان کی کوشش ہے کہ کسی بھی طرح اسلامی نظام کا راستہ روکا جائے۔ تاکہ وہ ایک بار پھر صدر منتخب ہو کر اقتدار کے مزے لوٹ سکیں۔ اشرف غنی چاہتے ہیں سیاف جیسے شخص کی مدد سے جرگے کو مذہبی رنگ دے کر اپنے اقتدار کو خطرے سے بچائیں۔

عوامی قتل کا ذمہ دار کون؟

عابد مجاہد

افغانستان 1954ء کو جینوا کے چوتھے کنونشن میں شریک ہوا۔ اس کنونشن کے چوتھے ذیلی عنوان میں بیان کردہ شق کے مطابق جنگ کے دوران دو مخالف قوتوں کو عام شہریوں کی زندگیوں کا پورا پورا خیال رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جنگ کے دوران عام شہریوں کا نقصان کم سے کم ہو۔ سکیورٹی کونسل نے افغانستان میں عام شہریوں کے نقصانات کا راستہ روکنے اور جنگی جرائم پر نظر رکھنے کے لیے 2002ء میں یوناما کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ اگرچہ اس ادارے کے دفتر سے وقتاً فوقتاً کچھ رپورٹس منظر عام پر آئی ہیں اور شہریوں کے نقصانات پر کبھی کبھار آواز اٹھائی ہے، لیکن افغانستان میں زمینی حالات جوں کے توں ہیں۔ آج تک شہریوں کے قتل عام پر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ دوسری جانب یوناما کی رپورٹس بھی کافی زیادہ جانب دار ہوتی ہیں۔

حالیہ دنوں امریکا اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ نے مشترکہ طور پر نائٹ آپریشنز کی مد میں ظلم و ستم کا جو بازار گرم کر رکھا ہے، پوری دنیا اس کی شاہد ہے۔ میڈیا میں بھی یہ رپورٹس آئی ہیں کہ ان آپریشنز کے نتیجے میں شہید ہونے والوں کی اکثریت خواتین، بچوں، بزرگوں، اسکولز کے اساتذہ، طلبا اور کسانوں کی تھی۔ گھر، مساجد، مدارس، بازار اور کلینکس تباہ کیے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اقوام متحدہ کے مذکورہ ادارے نے عام شہریوں کے قتل عام کے بارے میں ایک مبہم رپورٹ پیش کی ہے۔ بجائے یہ کہ یوناما اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے جنگی جرائم کے مجرموں کے نام لے کر انہیں دنیا کے سامنے لائے، وہ صرف کچھ ایسی رپورٹس پر اکتفا کرتا ہے، جو اصل میں حقائق پر مبنی نہیں ہوتیں۔ یوناما کی چار ماہی، آٹھ ماہی اور سالانہ رپورٹس دیکھی جائیں تو وہ خامیوں اور حقائق سے روگردانی پر مبنی ہوتی ہیں۔ شہریوں کے جانی اور مالی نقصانات جس قدر امریکی کٹھ پتلیوں کی بمباریوں، رات کے چھاپوں، مارٹر گولوں اور براہ راست فائرنگ سے ہوتے ہیں، یوناما کی ہر رپورٹ میں ان کارروائیوں کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر کہیں اس طرف اشارہ کرنے کی زحمت کی گئی ہو تو نقصانات بہت کم ظاہر کیے جاتے ہیں۔

افغان جنگ کے دو فریق ہیں۔ ایک طرف امریکا، نیٹو اور کابل انتظامیہ ہے۔ جب کہ دوسری جانب امارت اسلامیہ ہے۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں آج سے 6 سال قبل امارت اسلامیہ نے اپنے صفیں منظم کرنے کے لیے مختلف کمیشنز تشکیل دیے تو اس میں ایک خصوصی کمیشن بھی تشکیل دیا، جس کی ذمہ داری جنگ میں عام شہریوں کے نقصانات کا جائزہ لینا اور اس کا سدباب کرنے کے حوالے سے تجاویز فراہم کرنا ہے۔ جب سے اس کمیشن نے کام شروع کیا ہے، تب سے اس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا ہے۔ طالبان کے حملوں میں عام شہریوں کے نقصانات کا گراف تیزی سے نیچے آیا ہے۔ جس کا اعتراف 25 اپریل کو یوناما کے سیکرٹری تدامیچی یاماموتو' نے بھی کیا۔ انہوں نے قطر میں امارت اسلامیہ کے نائب امیر اور قطر دفتر کے مسئول محترم ملا عبدالغنی برادر سے ملاقات کی۔ انہوں نے عام شہریوں کے نقصانات کے بارے میں امارت اسلامیہ کے مثبت کوششوں کا اعتراف کیا۔ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی۔

افغانستان میں امریکی جارحیت پسندوں کے جنگی جرائم پر جہاں آزاد میڈیا اور ادارے رسمی طور پر امریکا کی مخالفت کر رہے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں یوناما کی رپورٹس بھی ایک دباؤ کے نتیجے میں تیار ہوتی ہیں۔ وہ آزاد نہیں ہے۔ 'اقوام متحدہ کو امریکی دباؤ سے نکل کر اپنی خود مختاری کا ثبوت دینا چاہیے۔ سکیورٹی کونسل افغانستان میں شہریوں کے نقصانات کے ذمہ داروں کو آئینہ دکھائے اور ان کے جرائم کو فوری طور پر روکنے کے اقدامات کیے جائیں۔

جنگی جرائم اپریل 2019

سید سعید

یکم اپریل کو قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے علاقے سرخ بید میں قابض فوج کے ڈرون حملے میں نو شہری شہید اور چار افراد زخمی ہوگئے۔ جب کہ پکتیکا کے ضلع چمکنی کے علاقے حکوم زئی میں فوج کی فائرنگ میں آٹھ شہری شہید اور زخمی ہو گئے۔ اسی طرح پکتیکا کے ضلع ارگون کے علاقے پیر کوٹہ میں دشمن کی مشترکہ کارروائی میں چھ افراد شہید اور متعدد افراد زخمی ہوگئے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو بڑے پیمانے پر مالی نقصان بھی ہوا۔

2اپریل کو قابض فوج نے صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے علاقے شاخ میں عام آبادی پر وحشیانہ بمباری کی، جس میں ایک گھر تباہ ہوگیا۔ اس میں پانچ بچے، دو خواتین سمیت 9افراد شہید ہوگئے۔ اس کے علاوہ مذکورہ علاقے کے بازار میں فوج نے لوگوں پر تشدد کیااور چھ افراد کو حراست میں لے لیا۔ اسی طرح غزنی کے ضلع گیرو کے علاقے باتور پر قابض فوج کے جاسوس طیارے نے حملہ کیا، جس میں تین افراد شہید ہوگئے۔ اسی طرح مٹھاخان گاؤں میں بھی حملہ آوروں نے فضائی حملہ کیا، جس میں دوافراد شہید ہوگئے۔ جب کہ صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے علاقے تازہ گل میں قابض فوج کے ڈرون حملے میں پانچ شہری شہید ہوگئے۔ حملہ آوروں نے دائی کنڈی اور اروزگان صوبے کے درمیان ہائی وے پر حملہ کیا، جس میں ایک گاڑی نشانہ بنی اور اس میں سوار آٹھ شہری شہید ہوگئے۔

3اپریل کو ہلمند کے ضلع موسی قلعہ کے علاقے شائستہ بازار پر قابض امریکی فوج نے ڈرون حملہ کیا، جس میں دوافراد شہید ہوگئے۔ اسی دن امریکی اور افغان فوج نے صوبہ پکتیکا کے ضلع نکہ کے علاقے عاشق گاؤں پر چھاپہ مارا۔ بارودی مواد کے ذریعے گھروں کے دروازے اور شیشے توڑ دیے۔ عام شہریوں کو گھروں سے نکال کر متعدد افراد کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ شہداء میں گاؤں کے امام مسجد مولوی عبدالقیوم، حمداللہ، قوی اللہ، محمد اللہ، عبداللہ، محمد ولی، پائنگل، ظاہر جان، نسیم، رفیق اللہ، ذبیح اللہ اور موسی خان ہیں۔

5اپریل کو ننگرہار کے ضلع شیرزاد کے علاقے گندمک پر حملہ آوروں کے چھاپے کے دوران پانچ افراد شہید ہوگئے۔ جب کہ امریکی اور افغان فوج نے ہلمند کے ضلع نادعلی کے علاقے تورپلہ پر چھاپہ مارا۔ مقامی لوگوں پر تشدد کیا گیا۔ گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ جب کہ ڈاکٹر اسد سمیت ایک اور شخص کو شہید کر دیا گیا۔ دو خواتین کو حراست میں لے لیا گیا۔ جس کے رد عمل میں لوگوں نے بڑا احتجاجی مظاہرہ کیااور خواتین کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اگلے دن میدان وردگ کے ضلع نرخ کے علاقے دادل میں افغان فوج کی کارروائی میں پانچ شہری شہید اور کئی گھر تباہ ہوگئے۔ صوبہ لوگر کے صوبائی دارالحکومت کے قریب پل علم کے علاقے پادخواب میں منعقدہ قبائلی اجتماع پر امریکی ڈرون طیارے نے حملہ کیا۔ جس میں سات قبائلی عمائدین شہید اور زخمی ہوگئے۔

7اپریل کو ہلمند کے ضلع نحکی کے علاقے زمیندار پر امریکی ڈرون حملے میں تین شہری شہید ہوگئے۔ اسی طرح صوبہ خوست کے ضلع باک کے علاقے سپرکی اور شمل خیل پر امریکی اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ فوج نے پچاس شہریوں کو حراست میں لے لیا۔ جب کہ بادغیس کے ضلع مرغاب کے علاقے خوجی پر امریکی فوج نے بمباری کی، جس میں چار شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔ اسی طرح غور کے ضلع تیورہ کے علاقے پائی حصار میں افغان فوج نے ایک جید عالم دین مولوی محمد نادر کو اپنے گھر میں ہی تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔

8اپریل کو امریکی فوج نے ہلمند کے ضلع نوزاد کے علاقے علی آباد میں ایک مسافر گاڑی پر ڈرون حملہ کیا، جس میں چار شہری شہید ہوگئے۔ جب کہ 10اپریل کو اروزگان کے دارالحکومت ترین کوٹ کے علاقے مراد آباد پر امریکی فوج کے ڈرون حملے میں دوافراد شہید ہوگئے۔ اگلے دن قندھار کے ضلع پنجوائی کے علاقے تلوکان میں افغان فوج نے مقامی اسکول کے ایک استاد محمد گل کو گھر کے اندر شہید کر دیا، جب کہ پانچ افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ اسی طرح فاریاب کے ضلع المار کے علاقے نوغلی میں پولیس کی فائرنگ سے تین بچے شہید اور زخمی ہوگئے۔

18اپریل کو میدان وردگ کے ضلع نرخ کے علاقے صدمردی درہ میں دشمن کے فضائی حملے میں خواتین اور بچوں سمیت 8افراد شہید ہوگئے۔ اسی طرح امریکی

اور افغان فوج نے ننگرہار کے ضلع خوگیانو اور شیر زادو کے علاقے بلل خیل پر چھاپے کے دوران پانچ شہریوں کو شہید کر دیا، دو گھروں کو تباہ کر دیا اور متعدد دکانیں لوٹ لیں۔

20 اپریل کو قابض فوج نے ننگرہار کے ضلع شیر زاد کے علاقے مور گئی میں دو شہریوں کو شہید اور ایک کو زخمی کر دیا۔ اگلے دن ہلمند کے ضلع مارجہ کے علاقے تعمیرات چارراہی میں امریکی فوج نے سول آبادی پر بمباری کی، جس میں تین بچے شہید ہوگئے۔ جب کہ فراہ کے دارالحکومت اور ضلع پشت کوہ کے درمیان دورجو کے علاقے میں امریکی فوج نے ڈرون حملہ کیا۔ اس میں ایک مدرسے کے استاد مولوی عبدالجلیل اوران کے دو شاگرد شہید ہوگئے۔ اسی طرح امریکی فوج نے غزنی کے ضلع شلگر کے گاؤں علی زئی پر بمباری کی، جس میں فدا محمد کا گھر تباہ ہوگیا اور دو افراد شہید ہوگئے۔ جب کہ غزنی کے ضلع گیلان کے گاؤں مقرب میں مشترکہ فوجی آپریشن میں محلے کے امام مسجد کو شہید اور متعدد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی طرح پکتیکا کے ضلع سروضی کے گاؤں مارزکو میں دشمن کے حملے میں سات شہری شہید ہو گئے۔

23 اپریل کو ننگرہار کے ضلع حصارک کے علاقے 'حسن کچھ' پر حملہ آوروں اور افغان فوجیوں نے چھاپہ مارا۔ گاؤں کے امام مسجد سمیت دو افراد کو شہید کر دیا گیا۔ جب کہ 25 اپریل کو فراہ کے ضلع خاک سفید کے علاقے چونی قلعہ میں امریکی فوج نے ایک مسافر گاڑی پر ڈرون حملہ کیا، جس میں سوار تین افراد شہید ہو گئے۔ اگلے دن پروان کے دارالحکومت کے قریب خلازئی کے مقام پر امریکی فوج نے چھاپہ مارا، جس میں سات افراد کو شہید کر دیا گیا اور مقامی لوگوں کو بڑے پیمانے پر مالی نقصان بھی پہنچایا۔

27 اپریل کو امریکی فوج نے غزنی کے ضلع شلگر کے علاقے کمال خیل میں ایک مسافر گاڑی پر ڈرون حملہ کیا۔ جس میں رفیع اللہ اور نجیب اللہ نامی دو افراد شہید ہو گئے۔ جب کہ لوگر کے ضلع ازرہ کے گاؤں امروت میں سفاک دشمن نے مشترکہ کارروائی کے دوران چار شہریوں کو شہید کر دیا۔ لوگوں کو مالی نقصان بھی پہنچایا گیا۔ اسی طرح صوبہ خوست میں اسپیشل فورس کے اہل کاروں نے امیر بادشاہ نامی شخص کو دو ہفتے تک حراست میں لینے کے بعد تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اسی دن پکتیکا کے ضلع برمل کے علاقے لمن بازار کے قریب امریکی اور افغان فوج نے مقامی آبادی پر چھاپہ مارا۔ آٹھ گھروں کے دروازے توڑ دیے۔ دس افراد کو شہید کر دیا اور دو کو حراست میں لے لیا۔ شہداء میں محسود خان، مولوی شال، عبدالولی، محمد رسول، نجیب خان، محمد علی، جلندر، شیر باد خان، روزی خان اور نور محمد شامل ہیں۔ اسی طرح امریکی اور افغان فوج نے فراہ کے ضلع بکوا کے بازار پر چھاپہ مارا۔ کچھ دکانوں کو لوٹا گیا اور متعدد گاڑیوں کو جلا دیا۔ مذکورہ بازار میں عام شہریوں کو ہونے والے نقصانات کی تفصیل کچھ یوں ہے:

محمد رحیم کی کار قیمت: 450000 افغانی روپے۔ محمد صابر کی دکان 200000 افغانی روپے۔ امین اللہ کی دکان 500000 افغانی روپے۔ حبیب الرحمن کی بڑی گاڑی 4000000 افغانی روپے۔ عبدالحلیم کی مشین 212000 افغانی۔ عبدالرشید کا ٹرک 1500000 افغانی۔ خدائے داد کی گاڑی 400000 افغانی۔ نور احمد کی دکان 106000 افغانی۔ عصمت اللہ کی گاڑی اور ایک دکان 530000 افغانی۔ معتصم کی دکان 200000 افغانی۔ اخندزادہ کی دکان 2360000 افغانی۔ عصمت اللہ کی دکان 100000 افغانی۔ عبدالباری کی دکان 20000 افغانی۔ حاجی عبداللہ کی دکان 600000 افغانی۔ عبدالرحمن کی دکان 530000 افغانی۔ قاری صاحب کی دکان 1 0000 افغانی۔ اسداللہ کی دکان کی قیمت 795000 افغانی۔

28 اپریل کو امریکی اور افغان فوج نے لوگر کے ضلع محمد آغی کے گاؤں برگ پر چھاپہ مارا۔ گھروں کے دروازے دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیے اور پانچ بچوں سمیت چھ افراد کو زخمی کر دیا۔ تین کو حراست میں لے لیا۔ جب کہ بادغیس کے ضلع آب کمری میں طالبان اور سرکاری فوج کے درمیان جھڑپ کے بعد فوج نے علاقے پر وحشیانہ بمباری کی، جس میں پانچ شہری شہید ہوگئے۔ اسی طرح فاریاب کے ضلع خواجہ موسی میں پولیس کی فائرنگ سے ایک شخص شہید اور ایک زخمی ہوگیا۔ اس کے بعد افغان فوج نے علاقے پر بمباری کی، جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نام کا ایک مدرسہ تباہ ہوگیا۔

29 اپریل کو نورستان کے ضلع وائٹ وائیگل میں افغان فوج کے مارٹر حملے میں ایک معصوم بچہ شہید اور ایک خاتون زخمی ہوگئی۔ جب کہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے زاوی میں امریکی فوج نے چھاپہ مارا۔ سات افراد 'یار گل، قادر، سیف اللہ، حنیف اللہ، صبور، شکور اور غفور' شہید کر دیے گئے۔ جب کہ دو خواتین زخمی ہو گئیں۔ اگلے دن غزنی کے ضلع زنخان کے علاقے راحت خیل بازار پر امریکی اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ 230 دکانوں کے دروازے توڑ دیے اور قیمتی اشیاء لوٹ لیں۔ جس سے لوگوں کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا۔

ذرائع: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک پریس، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ڈاٹ ایشیا اور دیگر ویب سائٹس۔

افغانستان اپریل 2019 میں

احمد فارسی

نوٹ: یہ تحریر صرف ان واقعات اور نقصانات پر مشتمل ہے۔ جن کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار دیکھنے کے لیے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں۔

مجاہدین نے اپریل میں افغانستان بھر میں امریکی اور افغان فوج پر بہت حملے کیے، جن میں دشمن کو بڑے پیمانے پر جانی اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

اس ماہ امارت اسلامیہ نے موسم بہار کے موقع پر 'الفتح' آپریشن کا اعلان کیا، جس کے تحت مجاہدین نے کئی اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ اسی ماہ قطر میں بین الافغانی کانفرنس ملتوی ہوئی اور کابل میں لویہ جرگہ منعقد ہوا۔ ان واقعات کی تفصیلات اور اہم واقعات ملاحظہ فرمائیں:

امریکا کے جانی نقصانات:

اگرچہ امریکا ہر وقت اپنی ہلاکتیں چھپاتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین دشمن پر ہر وقت اور ہر جگہ حملے کرتے ہیں۔ یہ تمام صورت حال عوام کے سامنے ہے۔ مجاہدین نے 8 اپریل کو صوبہ پروان میں بگرام ایئر بیس کے تیسرے دروازے کے قریب امریکی فوج کے ایک قافلے پر حملہ کیا، جس میں دس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ جب کہ 10 اپریل کو صوبہ ہلمند میں امریکی فوج کا ڈرون طیارہ مار گرایا گیا۔ اسی طرح مجاہدین نے 19 اپریل کو غزنی کے ضلع ناوہ میں دو امریکی فوجی ہلاک کر دیے۔

افغان فوج کی ہلاکتیں:

کابل فوج کی ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، جس پر مختلف حلقوں نے گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر ماہ افغان فوج کی ہلاکتوں کی تعداد 2 ہزار تک پہنچتی ہے۔ درج ذیل سطور میں چند اہم واقعات ملاحظہ فرمائیں:

2 اپریل کو کابل میں اٹارنی جنرل کو نامعلوم افراد نے ہلاک کر دیا۔ 14 اپریل کو بلخ ایئر فورس کا انٹیلی جنس افسر ہلاک ہوگیا۔ 15 اپریل کو فراہ کے دارالحکومت میں ایک کمانڈر اپنے تین ساتھیوں سمیت مارا گیا۔ اسی طرح ہلمند میں ایک کمانڈر مارا گیا۔ اگلے روز ہلمند شہر کے قریب ایک کمانڈر مارا گیا۔

دشمن کا نہتے شہریوں پر ظلم:

امریکی فوج نے 2 اپریل کو فاریاب کے ضلع قیصار میں سول آبادی پر بمباری کی، جس میں 9 شہری شہید ہوگئے۔ اسی روز قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ، غزنی کے ضلع گیرو اور پکتیکا کے ضلع ارگون میں بھی دشمن کی سفاکانہ کارروائیوں میں 21 نہتے شہری شہید ہوگئے۔ اگلے روز پکتیکا کے ضلع نکی میں دشمن کے حملے میں 12 افراد شہید ہوگئے۔ 9 اپریل کو ہلمند کے عوام نے امریکی اور افغان فوج کے مظالم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ انہوں نے نہتے عوام پر جاری مظالم کا سلسلہ بند کرنے کا مطالبہ کیا۔

دشمن نے 20 اپریل کو میدان وردگ کے ضلع نرخ میں فضائی حملہ کر کے خواتین اور بچوں سمیت 8 افراد شہید کر دیے۔ امارت اسلامیہ نے 23 اپریل کو ایک اعلامیہ جاری کیا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ 'کابل انتظامیہ شہریوں کے قتل عام میں ملوث ہے۔ وہ نہتے شہریوں کی ہلاکتوں پر خاموش رہتی ہے اور امریکا

میں کوئی ٹریفک حادثہ ہو جائے تو اس پر افسوس کا اظہار کرتی ہے۔' اگلے روز یوناما نے اعلان کیا کہ 'امریکی اور افغان فوج کی کاروائیوں میں شہری ہلاکتوں میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔'

الفتح آپریشن کا آغاز:

مجاہدین نے یکم اپریل کو صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں دشمن کے دو فوجی اڈے فتح کرنے کا اعلان کیا۔ اسی طرح 4 اپریل کو بادغیس کے بالا مرغاب میں مزید پانچ چوکیاں فتح ہوئیں اور 21 اہل کار زندہ گرفتار کیے گئے۔ مجاہدین نے 6 اپریل کو بادغیس کے ضلع آب کمری فتح کر کے اس پر امن کا سفید پرچم لہرا دیا۔ اسی روز بادغیس کی صوبائی کونسل نے خبر شائع کی کہ ضلع بالا مرغاب پر طالبان نے قبضہ کر لیا ہے۔ مجاہدین نے 8 اپریل کو صوبہ پروان میں بگرام فوجی اڈے کے تیسرے دروازے کے قریب امریکی فوجی قافلے پر حملہ کیا، جس میں متعدد امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ 10 اپریل کو دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر ہوائی اڈے کے اندر گر کر تباہ ہو گیا۔ اسی طرح امارت اسلامیہ نے 12 اپریل کو الفتح آپریشن کا اعلان کیا۔ مجاہدین نے پہلے دن ملک بھر میں امریکی اور افغان فوج پر سو سے زائد حملے کیے۔ جب کہ مجاہدین نے 20 اپریل کو ہرات میں نیشنل سکیورٹی ڈائریکٹریٹ پر حملہ کیا، جس میں درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

بین الاقوامی کانفرنس:

قطر میں بین الافغانی کانفرنس منعقد ہونا تھی، جس میں امارت اسلامیہ کے علاوہ افغان سیاسی جماعتوں کے قائدین نے بھی شرکت کرنا تھی۔ البتہ اس میں کابل انتظامیہ کا وفد سرکاری سطح پر شرکت نہیں کر سکتا تھا۔ جیسے ہی کانفرنس کی تاریخ قریب آئی تو کابل انتظامیہ نے اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی سازش کی اور کانفرنس میں شرکت کے لیے 250 افراد پر مشتمل لسٹ جاری کر دی۔ 18 اپریل کو قطر نے یہ کانفرنس ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔

مشاورتی لویہ جرگہ:

29 اپریل پیر کو کابل میں لویہ جرگہ کا انعقاد کیا گیا۔ کابل انتظامیہ کے زیر اہتمام اس نام نہاد لویہ جرگہ میں حکومت کے حامیوں نے شرکت کی۔ البتہ چیف ایگزیکٹو، سیاسی جماعتوں کی اکثریت اور دیگر بااثر شخصیات نے اس جرگے کا بائیکاٹ کیا تھا۔ امارت اسلامیہ نے بھی لویہ جرگے کو امن کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی سازش قرار دیا۔ کابل انتظامیہ نے کابل شہر میں ایک ہفتے کے لیے چھٹی کا اعلان کیا اور شہر کے حساس علاقوں میں ٹریفک کے تمام راستے بند کر دیے۔ جس کے باعث بچوں سمیت متعدد مریض جاں بحق ہوئے اور راستوں کی بندش سے تاجروں کو بھی بڑے پیمانے پر مالی نقصان ہوا۔

جان و مال کے تحفظ پر سرنڈر:

6 اپریل کو بادغیس کے ضلع بالا مرغاب میں کابل انتظامیہ کے 46 اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ اگلے روز مجاہدین نے کابل فوج کو پیغام دیا کہ اگر افغان فوج ہتھیار ڈال دے تو ہم اس کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت دیں گے۔ نتیجۃً 10 اپریل کو درجنوں فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

دشمن کا اعتراف:

صدر ٹرمپ نے 3 اپریل کو نیٹو اتحاد کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 'افغانستان میں امریکی جنگ کا فائدہ نہیں ہے۔' اگلے روز ایک امریکی جرنیل 'ڈین کا ڈویل' کا کالم نیویارک ٹائمز میں شائع ہوا، جس میں انہوں نے لکھا کہ 'امریکا افغان جنگ سے تھک گیا ہے۔' اسی طرح 7 اپریل کو سابق سینئر امریکی انٹیلی جنس افسر نے کہا کہ 'اب وہ وقت آگیا ہے کہ امریکا افغانستان سے فوجی انخلا یقینی بنائے۔

ماہ اپریل 2019ء میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کے مردار	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور چوکیوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندھار	92		0	1	215	40	43	5	5	
-2	ہلمند	108		2		186	173	39	9	7	
-3	زابل	64		0		160	43	25	4	4	
-4	روزگان	20		0		54	6	3	0	0	
-5	ہرات	16		0		33	31	5	1	3	
-6	فراہ	32		0		41	34	32	4	8	
-7	بادغیس	35		0		149	91	10	11	19	
-8	نیمروز	15		0		46	13	1	5	10	10
-9	غور	24		0		67	49	11	5	6	
-10	فاریاب	30		7	4	49	59	1	9	14	
-11	کونڑ	23		0		1	4	0	0	0	
-12	نورستان	12		0		7	17	0	0	0	
-13	غزنی	48		2		93	85	20	3	0	
-14	خوست	40		0		15	29	3	1	0	
-15	میدان وردگ	22		0		27	12	10	0	0	
-16	لوگر	33		1		42	30	9	0	0	
-17	کاپیسا	30		0		41	26	3	0	0	
-18	پکتیا	56		0		78	57	15	0	0	
-19	پکتیکا	6		0		7	5	2	0	0	
-20	ننگرہار	26	1	0		73	323	10	3	0	2
-21	لغمان	44		0		50	35	10	1	2	
-22	کابل	27		0		19	19	9	0	0	
-23	پروان	26		4		10	10	7	1	0	
-24	قندوز	31		0		108	36	5	0	0	
-25	بغلان	29		0		48	38	13	1	0	
-26	تخار	21		0		26	42	3	1	2	
-27	سمنگان	6		0		15	15	1	0	0	
-28	بدخشان	9		0		93	5	0	10	0	
-29	جوزجان	13		0		26	22	1	0	0	
-30	بلخ	36		0		84	74	12	2	1	
-31	بامیان										
-32	سرپل	14		0		40	38	4	2	1	
-33	دای کنڈی	2		0		3	4	1	0	0	
-34	پنجشیر	1				1	3	1			
مجموعہ		991	1	16	5	1907	1468	309	78	82	12

SHARIAT Monthly Islamic Magazine
8th Year May 2019

31 مئی کو کابل شہر میں مجاہدین کے فدائی حملے میں امریکا کی تباہ ہونے والی گاڑی